۱۵۲

ظل السلطان

مرتبہ محمد امین زبیری | قیمت ۶ مع محصول ڈاک | پرن ۱۹۰۷

نمبر ۶ و ۷ | ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۱۸ء | جلد

فہرست مضامین

... ی ریاست بھوپال میں باہتمام منشی محمد عبدالرحیم انصاری مہتمم مطابع ریاست طبع ہوکر دفتر سے شائع ہوا

قیمت فی پرچہ ۴

مقاصد و قواعد و ضوابط

(۱) اس رسالہ کا مقصد خواتین ہند مین اشاعت و ترویج تعلیم اور اونکے لیئے مفید و کارآمد معلومات کا فراہم کرنا ہے سیاسی مضامین یا ایسے مضامین جو خلاف ادب و حیا ہون یا جس سے مذہبی منافرت و تعصب پیدا ہو یا ذاتیات پر مبنی ہون شائع نہین کیئے جائین گے ۔

(۲) یہ رسالہ ہر انگریزی مہینہ مین ایک مرتبہ ریاست بھوپال سے شائع

(۳) قیمت سالانہ مع محصول ڈاک ے رہے اور ہر حالت مین پیشگی لیجاویگی

(۴) مضامین کے متعلق تمام خط و کتابت اڈیٹر کی نام اور ترسیل زر اور دیگر نامہ و پیام زنانہ مراسلت ہر قسم کی اڈیٹریس ظل السلطان کے نام سے بھیجا وے ۔

(۵) تمام اصحاب و خواتین سے التماس ہے کہ خط و کتابت مین نام و پتہ صاف و خوشخط تحریر فرمائین مضمون نگار براہ مہربانی مضامین صاف خط مین اور صفحہ کے ایک کالم پر تحریر فرمائین مضمون نگار خواتین کا نام اگر اجازت دیجائیگی تو ظاہر کیا جائیگا ورنہ نہین ۔

(۶) بہترین مضمون نگار خواتین کو ہر سال ۷ ربیع الاول کو جو حضور سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال کی سالگرہ صدر نشینی کی تاریخ سعید ہے ایک تحفہ موسوم بہ سلطانیہ پرائز مضمون کا انتخاب لیڈیز کلب کی منتخبہ کمیٹی کریگی ۔

اعلے مضامین پر فی صفحہ ظل السلطان ۸ سے لیکر ۲ تک اجرت دیجا مضامین اجرتی کا فیصلہ ایک کمیٹی کریگی جو نہایت قابل اصحاب سے مرکب ہے ان طالبات اناث کے لئے جو ظل السلطان مین بہ تصدیق لیڈی سپرنٹنڈنٹ یا معلمہ اول مضامین بھیجین تین انعام ۱۵ ۔ ۱۰ ۔ ۵ کے مقرر ہین جو سالانہ تقسیم ہونگے ۔

(۷) اگر رسالہ کا کوئی نمبر نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے دس دن کے اندر اطلاع فرمائین ۔ اسکے بعد تعمیل ناممکن ہے ۔

ظلّ السلطان

(علت غائی تزویج)

تزویج — ۱ - عربی زبان مین تزویج کے معنی مرد اور عورت مین تعلقات میان بیوی پیدا کرنے کے ہین -

علت غائی — ۲ - علت غائی اوس مقصود کو کہتے ہین جس کے لئے کوئی فعل کیا جاوے ، مثلاً زن و شو مین نکاح ہوتا ہے اس کا مقصود کیا ہے اس امر سے اس مضمون مین بحث کی جاتی ہے -

تسکین — ۳ - ایک مقصود نکاح یہ ہے کہ زوجین کو ایک دوسرے سے تسکین ہو - جب تعلقات زوجین ہوتے ہین تو بہت مراتب اس طرح طے ہوتے ہین کہ محض دوست احباب یا دیگر اقربا سے نہین طے ہو سکتے ہین - دیکھو قرآن مجید نمبر ۳۰ سورہ روم نمبر ۲۰ آیۃ ، نمبر ۳۲۴۳ مسلسل آیۃ قرآن مجید خدا کی نشانیون مین سے ہے یہ کہ تم ہی مین سے تمہاری بی بیان پیدا کین تاکہ تم اون سے تسکین حاصل کرو اور باہم تمہارے محبت اور دوستی پیدا کی ، بتحقیق یہ نشانیان اوس قوم کے لئے ہین جو غور کرتی ہین -

اُناث — ۴۔ بعض صفات اناث ایسی ہین جو مردون مین نہین پائی جاتی ہین؛ بلا موجودگی زوجین کے توالد وتناسل نہین ہوسکتی ہین۔ لیکن جنین کو رحم مین پرورش کرنا اور بعد ولادت دودھ پلانا یہ مادر سے مخصوص ہے؛ پدر بیرونی ضروریات کو مہیا کرسکتا ہے؛ تعلیم اولاد مین اول مادر کو پوری توجہ کرنا چاہیئے ورنہ پدر اسقدر تعلیم وتربیت اطفال نہین کرسکتا ہے جس قدر کہ ایام شیر خواری مین مادر کرسکتی ہے اس ہی طرح سے حفظ صحت کا انتظام بلحاظ حوائج ضروریہ نوم وتیقیظ؛ اکل وشرب؛ بول وبراز یعنی سونا جاگنا؛ کھانا پینا؛ پاخانہ پیشاب کا انتظام ایام رضاعت مین جسقدر مادر کرسکتی ہے اسقدر پدر نہین کرسکتا ہے۔

قواے انسانی — ۵۔ باری تعالی نے قواے انسانی اس قسم کے پیدا کئے ہین کہ بعض امور اُناث جس عمدگی سے انجام دیتی ہین وہ ذکور سے بہت دشوار ہین؛ اکثر امور خانہ داری ایسے ہین کہ اُناث اون کو بہت عمدہ طرح سے انجام دیتی ہین؛ عموماً جنگ یعنی محاربات مین انتظام رسد اُناث کے سپرد رہنے مین سہولت ہوتی ہے مسلمین زمانہ خلافت راشدہ مین رسد کا انتظام اناث کے سپرد کرتے تھے۔

تیمارداری — ۶۔ محاربات مین مجروحین کی تیمارداری عموماً اناث باسانی کرتی ہین؛ مثلاً جنگ اُحد مین جب محمد رسول اللہ صلعم اور دیگر اصحاب زخمی ہوئے تو حضرت فاطمہ ورعائشہ اور صفیہ اخت حمزہ علیہن صلوٰۃ والسلام تیمارداری اور تجہیز وتکفین کے لئے میدان جنگ مین تشریف لائین؛ اس سے واضح ہے کہ ذکور واناث پر لازم ہے کہ بلحاظ اپنی خلقت کے جو امور انجام دے سکین اون کو پورا کرکے ایک دوسرے کو طمانیت بخشنا چاہیے۔

تعلقات زوجین

۷۔ بلحاظ اختلاف قویٰ کے باری تعالیٰ نے تعلقات زن وشو کو باحسن وجوہ واضح فرمایا ہے؛ دیکھو سورہ بقر ع۲ آیۃ نمبر ۲۲۸ مسلسل آیۃ نمبر ۲۳۵۔ اور واسطے اناث کی ہے مانند اوسکے جو اوپر اونکے ہے ساتھ اچھی طرح کے اور واسطے مردون کے اوپر اناث کے ایک درجہ ہے واضح ہو کہ اگر کسی جلسہ مین ایک عورت اور ایک مرد ہو اور اتفاق راے ہو تو کوئی دشواری لاحق نہین ہوسکتی ہے۔ لیکن اگر اختلاف آراء ہو تو بجز اسکے کہ ایک راے کو فوقیت دیجائے کوئی چارہ کار نہین رہتا ہے۔ اس سبب سے باری تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مابین زوجین محبت اور ارتباط رہے اور اختلاف آراء باعث رنجش نہو اس سبب سے مرد کی راے کو فوقیت دیجائے۔ اس سے ذکور کو یہ نہ سمجھنا چاہئیے کہ ہماری راے احسن ہے بلکہ اپنے احباب کی مشورہ سے اوس کے حسن و قبح پر بآسانی عبور حاصل کرسکتی ہین؛

ساجدۃ الرب
بنت محمد نظام الدین حسن

ایک بہن بھائی کا علمی مذاکرہ و مکالمہ

خلیل اور زبیدہ ایک شریف اور ذی علم خاندان کے دو بچے ہین۔ اور آپس مین حقیقی بہن بھائی ہین۔ زبیدہ سولہ سترہ سال کی لڑکی ہے اور نہایت فہمیدہ ہنرمند۔ ذی علم اور شائستہ ہے۔

اُس نے اُردو فارسی کی اچھی تعلیم حاصل کی ہے۔ اور فارسی کی اکثر درسی کتابون پر اوسکی نظر ہے۔ خلیل بارہ تیرہ سال کا لڑکا ہے۔ ہوشیار اور ذی شعور ہے

اور سیکنڈ مڈل مین تعلیم پاتا ہے۔

دونون بہن بھائیون مین بہت سلوک و محبت ہے۔ یہ دونون ہمیشہ شب کے وقت کھانے سے فارغ ہو کر کمرہ مین بیٹھ جاتے ہین اور ادھر اودھر کی دلچسپ باتین کیا کرتے ہین۔ ایک دن حسب معمول یہ دونون پاس بیٹھے ہوے باتین کر رہے تھے کہ یکایک خلیل کو اپنا دن کا پڑھا ہوا سبق یاد آیا۔ اور اوس نے یہ اشعار پڑھے قطعہ

چو دخلت نیست خرج آہستہ ترکن ✤ کہ می گویند ملاحان سرودے
اگر باران بکوہستان نہ بارد ✤ بسالے دجلہ گردد خشک رودے

اور زبیدہ سے یہ سوال کیا۔

خلیل۔ آپا جان آپ نے سنا مین نے کیا پڑھا۔ اسکے معنی اور مطلب بتایئے

زبیدہ۔ کیا خوب سبحان اللہ۔ ابھی سے آپ ایسے فاضل ہو گئے کہ ہمارا امتحان لیا جاتا ہے۔

خلیل۔ آپا۔ باتون مین نہ ٹالئے اگر آپ کچھ جانتی ہین تو بتایئے۔

زبیدہ۔ بھائی یہ "گلستان" کے شعر ہین۔ جو حضرت سعدی شیرازی نے ایک فضول خرچ اور بدچلن شہزادے کی حکایت مین تحریر فرمائے ہین۔ اچھا اتنا پتہ تو مین نے دیدیا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ تمھارے ماسٹر صاحب نے ان شعرون کا کیا مطلب و معنی بتائے ہین۔

خلیل۔ آپا جان۔ ماسٹر صاحب نے تو محض لفظی معنی بتائے ہین مطلب کچھ بھی نہین۔

زبیدہ۔ ہان بھائی آج کل مدرسون مین اوستاد بچون کو طوطے کی طرح کتابین پڑھا دیتے ہین۔ مطلب ندارد۔ اور اسی لئے طالب علم بزرگان سلف کے

معنی خیز مقولے اور پند و نصائح کی باتون سے بالکل محروم رہتے ہین۔
بھائی معنی تو اس قطعہ کے کم و بیش وہی ہین جو تمنے سنے ہین۔ لیکن خیر
مین ہی سنے دیتی ہون۔ (ترجمہ)
جب تیرے پاس آمدنی نہین ہے۔ تو تو اپنے مال کو تھوڑا تھوڑا کرکے
صرف کر۔ کیونکہ ملاح ہمیشہ یہ گیت گایا کرتے ہین کہ اگر پہاڑون پر بارش نہو تو
دریاے دجلہ ایک سال مین بالکل خشک ہو جائے" اچھا میان یہ تو بتاؤ
تمہارے ماسٹر نے یہ بھی بتایا کہ دجلہ کیا چیز ہے۔
خلیل۔ آپا۔ یہ تو اُنھون نے نہین بتلایا۔
زبیدہ۔ واہ بھائی واہ۔ اچھا پڑھا۔ کیا تمکو جغرافیہ نہین پڑھایا جاتا۔ میان
دریاے دجلہ اور فرات ملک شام کے دو بڑے دریا ہین جو ملک کا بڑا حصہ سیراب
کرتے ہوے خلیج فارس مین جا گرتے ہین۔ اب بھائی ان شعرون کا مطلب سنو
حضرت سعدی نے "گلستان" کے ساتوین باب مین ایک شہزادہ کی تربیت کا
تذکرہ فرمائی ہے۔ کہ اوسکو وراثتاً بہت کچھ مال و دولت مل گیا تھا۔ بدقسمتی سے
یہ لڑکا بدچلنی اور فضول خرچی مین پڑ گیا۔ حضرت سعدیؒ نے اسکو نصیحت فرمائی
کہ بھائی تمکو سوچ سمجھکر روپیہ صرف کرنا چاہیئے۔ ورنہ آخر مین نادار ہو کر پشیمان و
خراب ہوگے۔ ٹکڑون کو محتاج ہو جاؤ گے۔ مگر اس بدنصیب شہزادہ نے ایسے
حکیم کامل کی نصیحت کو کچھ نہین سنا اور کہا کہ حضرت روپیہ تو خرچ کرنے ہی کیلئے
ہے۔ قصہ مختصر اس شہزادے نے تمام مال و دولت برباد کر دیا۔ اور روٹی کو
محتاج ہوگیا۔ پھر حضرت سعدی نے دوبارہ اوسکو نہایت ہی ذلیل اور ناداری کی حالت
مین دیکھا۔ میان یہ اشعار حکمت سے لبریز ہین۔ اور ان پر انسان کی بہبودی اور دین
منحصر ہے۔ جو لوگ فضول خرچ اور مسرف ہین۔ وہ نہایت ہی ناعاقبت اندیش ہوتے ہین

اور اونکا انجام بجز تباہی اور ذلت خواری کچھ نہین ہوتا۔ اس بلا مین جہانتک دیکھا جاتا ہے ہمارے مسلمان بھائی زیادہ تر مبتلا ہین۔ دہلی اور لکھنو کی بڑے بڑے امرا جاگیر دار اور تعلقہ داران فضول خرچیون سے ہی نان شبینہ کو محتاج ہو کر مرگئے۔ دو ایک قصے تو حال کے مین نے بھی سُنے ہین۔

کہتے ہین کہ دہلی مین ایک ہندو کمہار تھا۔ جو اُپلے بیچا کرتا تھا۔ اوسنے بہت سارو پیہ جمع کیا جو وراثتاً اوسکے ایک بیٹے کو پہنچا۔ یہ صاحبزادے چند بد معاشون کے ہتے (ہاتھ) چڑھ گئے۔ اور ان لوگون نے اوسکو نیا نواب بنادیا۔ دو اسپہ گاڑی کے بغیر تو راستہ نہین چلتا تھا۔ اور دن رات کے جلسے اور میلے تماشے علٰحدہ رہے۔ یہانتک کہ تھوڑے سے ہی دنون مین وہ روپیہ جو اوسکے باپ نے بڑی محنت سے پیسہ پیسہ کرکے جوڑا تھا آتشبازی کی طرح اوڑادیا۔ اور پھر آخر مین نہایت خواری اور ذلت کی حالت مین کمہار کا کمہار رہگیا۔ اسی طرح دہلی کے ایک اور امیر زادے جنکے باپ نے ایک لاکھ کی جائداد چھوڑی تھی۔ ان کا ایک ہوٹل ستر اسی ہزار کی قیمت کا تھا۔ میان صاحب کو بچون کے ختنہ کرنے کی سوجھی۔ یہ ہوٹل شاید پچاس ہزار مین فروخت کردیا اور دس۱۰ پندرہ۱۵ روز تک خوب جلسے دعوتین اور ناچ رنگ ہوتے رہے۔ فضول خرچی کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک نہایت قیمتی جائداد تلف ہوگئی۔ بجاے اسکے کہ وہ اور اون کے بچے ہمیشہ ایک امیرانہ زندگی بسر کرتے اور قومی خدمات سرانجام دیتے۔ خود تقریباً مفلس ہوگئے۔ اور اولاد کے لئے تو شائد ہی کچھ چھوڑین۔ ؎

"اگر تنگدستی نہ داری شکیب ؞ نگہدار وقت فراخی حسیب"

خلیل۔ آپا جان۔ روپیہ کا لطف تو یہی ہے کہ دے لے اور خوب کھائے اوڑائے

زبیدہ۔ میان بڑے بیوقوف ہو۔ اتنے قصے سنائے مگر تم وہی تیتر کی ایک ٹانگ بولے۔ بھائی موقع اور محل کے خرچ اچھے ہوتے ہین لینا دینا بھی اہ راہ کا اچھا ہوتا ہے۔ اللہ تعالی نے زکواۃ کے لئے بھی کل مال مین سے چالیسوان حصہ دینے کے لئے حکم دیا ہے۔ اگر انسان سلامت روی سی کام لے تو وہ خیرات بھی کر سکتا ہے عزیز و اقارب یتیم مساکین۔ اور مسافرون کو بھی دے سکتا ہے جب ایک پائی بھی پاس نہ ہو گی تو کیسی خیرات اور کیسا ثواب۔ بھائی قرآن پاک مین اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین کلوا واشربوا ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین کھانے پینے سے کوئی نہین منع کرتا۔ اچھا کھاؤ اچھا پہنو۔ خیرات کرو۔ فضول خرچی اور بد رسومات سی بچو ہم لوگون کو خیرات کا تو بالکل خیال ہی نہین۔ نام و نشان پر اپنے آپکو تباہ کر ڈالتے ہین۔ شادیون۔ زچہ خانون مین طرح طرح کی فضول خرچیان رکھی ہین گھر مین ڈومنیان گاتی ہین اور باہر ناچ رنگ اور محفلین ہوتی ہین علی ہذا مرنے پر سوم۔ دسوان۔ بیسوان۔ مہینہ۔ اور چالیسوان اور برسی پر صدہا روپیہ صرف کیا جاتا ہے۔ بجاے ماتم کے شادی کا گھر معلوم ہوتا ہے۔ صدہا مہمان جمع ہوتے ہین۔ خوب زردہ بریانی پکتے ہین "مردہ دوزخ مین جاے یا جنت مین لوگون کو اپنے حلوے مانڈے سے کام"

خلیل۔ اچھا آپا جان یہ حضرت سعدیؒ کون تھے۔

زبیدہ۔ بھائی حضرت سعدی علیہ الرحمۃ شیراز کے باشندے ہین۔ بہت بڑے فاضل حکیم۔ اور سیاح تھے۔ انہون نے فطرت انسانی کا خوب مشاہدہ کیا ہے۔ انکی تصنیف "گلستان" "بوستان" اور پندنامہ (کریما) بہت مقبول عام کتابین ہین۔ اور کوئی فرد بشر ایسا نہین ہے جس نے کسی نہ کسی وقت

ان کتابون کو نہ پڑہا ہو۔ "گلستان" تو ایسی مقبول ہوئی ہے کہ یورپ کی اکثر زبانون مین اسکا ترجمہ ہو چکا ہے ہر شخص اگر نینون کتابون کو سمجھہ کر پڑہے اور ان پند و نصائح پر جو حضرتؒ نے فرمائے ہین عمل کرے تو میرا یقین ہے کہ اوس کی دین و دنیا دونون درست ہون گے۔

خلیل۔ آپا جان ایسی حکایت اور سناؤ۔

زبیدہ اب رات بہت آئی ہے میرا دماغ بہی تھک گیا۔ کچھہ صحت کا بہی خیال رکھنا چاہئے۔ وقت پر کھانا اور وقت پر سونا انسان کی فلاح اور عافیت کے لئے بہت ضروری ہے۔ اچھا جاؤ نماز پڑہو۔ مین بہی نماز پڑہتی ہون نماز پڑہنے کے بعد خلیل بہی سو رہا اور زبیدہ بہی سو رہی +

سردار جہان بیگم

از

پٹیالہ

حالات سیاحت و پونہ و گلبرگہ و مدراس وغیرہ

نمبر ۳

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو ظل السلطان ماہ اپریل ۱۹۱۸ء

اسحاق پٹن المعروف بہ وائزیگا پٹام والیٹر سے ملحق ہے یہ ایک ضلع ہے والیٹر اسی کے تحت مین ہے۔ انگریز عہدہ دار سشن جج اور کلکٹر وغیرہ والیٹر مین مقیم ہین۔ دفاتر اور کچہریان سب اسحاق پٹن مین ہین۔ عہدہ دارون مین گنتی کہ چند اشخاص مسلمان ہین۔ سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات مسٹر اسلم ہین ڈپوٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس مولوی مہر کاظم علی صاحب۔ ان دونون صاحبون کی بیبیون سے اور مجھ سے دوستانہ ہوگیا تھا۔ علاوہ ان کے ناظم محکمہ جنگلات مسٹر عبدالقادر۔ دار المجانین کے ڈاکٹر اور ایک صاحب صیغہ تعلیم مین مسلمان ہین۔ جوڈیشل صیغہ مین ایک بھی مسلمان نہین ہے اور نہ کوئی مسلمان وکیل ہے حالانکہ وکلا کی تعداد بہت ہے لیکن سب کے سب ہندو۔ ڈسٹرکٹ بورڈ اور مینوسپلٹی کے ممبرون مین کوئی مسلمان نہین ہے

اسحاق پٹن ابتدا مین ایک چھوٹی سی بستی تھی حضرت سید محمد اسحاق مدنی جو اولیائے کبار مین سے تھے یہان تشریف لائے اور یہین اون کا وصال ہوا جسے تقریباً دو سو سال ہوئے ہین۔ سمندر کے کنارے ایک پہاڑی پر انکا مزار شریف ہے جس کے متصل ایک مسجد بھی ہے۔ ان ہی بزرگ کے اسم مبارک سے نسبت دیکر یہ مقام اسحاق پٹن مشہور ہوا یہ نہ معلوم ہوا کہ حضرت مدنی کی

تشریف آوری سے پہلے یہ مقام کس نام سے مشہور تھا۔ ابتدا مین اسحاق پٹن سرکار نظام کے ممالک محروسہ کا ایک جزو تھا۔ صرف اسحاق پٹن ہی نہین بلکہ وہ کل مقامات جو نارورن سرکار (سرکار شمالی) کے نام سے اب بھی مشہور ہیں اور چند اضلاع پر مشتمل ہے یعنی گنٹور۔ مچھلی پٹام۔ کوکاناڑا وغیرہ۔ یہ سب مقامات تلنگانہ مین مشمول ہین سرکار نظام کی جانب سے ایک گورنر گنٹور مین متعین ہوتا تھا۔ آخری گورنر یا صوبیدار کا نام شیر محمد خان تھا ایسٹ انڈیا کمپنی کو یہ مقامات سرکار نظام نے عطا فرمائے ان مقامات کی زبان تلنگی ہے۔ یہان کے مسلمانون کی بھی مادری زبان تلنگی ہے یون تو معمولی درجہ کی اردو بھی کچھ بول اور سمجھ لیتے ہین۔ یہان کے دیسی مسلمان ادنے طبقہ کے لوگ ہین۔ مسلمانون کی تعداد فی صدی دس سے زیادہ نہین ہے۔ یہان کے ہندو عموماً علاوہ اپنی مادری زبان کے انگریزی بھی جانتے ہین حتے کے دوکاندار بھی انگریزی سے ناواقف نہین ہین۔ یہان کی ہندو عورتین بھی انگریزی اچھی طرح جانتی ہین علاوہ کم عمر لڑکیون کے بیس اکیس سالہ عورتین انگریزی زنانہ مدرسون مین بشوق درس لیتی ہین۔ ان عورتون کو موسیقی کا بھی بہت شوق ہے ہارمونیم اور فڈل اکثر عورتین بجاتی ہین اور موسیقی کے قاعدہ سے گاتی ہین یہان کی ہندو عورتین جنھون نے انگریزی تعلیم نہین پائی ہے قدیم رواج کے موافق صرف پانچ گز کی ساڑھی باندھتی ہین اور کوئی کپڑا از قسم شلوکا یا محرم یا چولی وغیرہ قطعاً نہین پہنتی ہین بلکہ جو کوئی پہن لے تو معیوب سمجھ کر نام دھرتی ہین۔ جن عورتون نے انگریزی کی تعلیم پائی ہے وہ ساری اور جیکٹ پہنتی ہین۔ یہان جو مکانات کرایہ پر ملتے ہین اُن مین تھوڑے سے ضروری فرنیچر بھی رہتے ہین درحالیکہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو مالک مکان مہیا کر دیتا ہے۔ یہان کی عام سواری

ایک قسم کی گاڑی ہے جو شکرم یا گجراتی کارٹ سے مشابہ ہے اور اس مین ایک بیل جتا ہوتا ہے جو نہایت تیز رفتار اور مضبوط و جاندار ہوتا ہے والٹیر کی پہاڑیون اور نشیب و فراز والی سڑکون پر تیز رفتاری کے ساتھ دن بھر مین کئی بار آمد و رفت کرنا انہین بیلون کا حصہ ہے والٹیر اور اسحاق پٹن مین ہر وقت آمد و رفت لوگون کی رہتی ہے اور یہی ایک بیل والی گاڑی ہرکس و ناکس کے استعمال مین رہتی ہے اسحاق پٹن مین تین چار فٹن گاڑیان اور ایک لینڈو لیٹ کرایہ پر چلتی ہے ورنہ ایک بیل والی گاڑی کا جسے بنڈی کہتے ہین رواج ہے اس کی جھلملیان چڑھا دینے سے خاصی پردہ دار گاڑی زنانہ مصرف کی ہوجاتی ہے اسحاق پٹن سے والٹیر کے آخری نشیبی حصہ تک ڈہائی میل طویل ایک سڑک سمندر کے کنارہ کنارہ گئی ہے جسے بیچ روڈ کہتے ہین اس سڑک کے دونون جانب کوئی ڈیڑھ میل تک ناریل کے درخت نصب کئے گئے ہین جہان سے ناریل کے درختون کی قطارین ختم ہوتی ہین وہان سے دونون جانب شمشاد کے درخت لگائے گئے ہین۔ ناریل کے ہر ایک درخت مین چالیس چالیس پچاس پچاس ناریل لگتے ہین یہ سب مینو سپلٹی کی ملک ہین۔ تاڑ کے درخت بھی یہان بکثرت ہین لیکن ناریل کے درخت ہزارون ہین۔ سمندر کا کھاری پانی اور ریتیلی زمین ناریل کی نشو و نما کے لئے بہت مفید ہے اسیوجہ سے ناریل بکثرت اور ارزان ملتے ہین۔ دو تین پیسہ کو ایک بڑا سا ناریل ملتا ہے۔ خام ناریل کا پانی بشوق لوگ پیتے ہین خصوصاً گرمیون مین راہ گیرون کو تشنگی کی جب شدت ہوتی ہے تو دو پیسہ دیکر ایک ناریل کا پانی پی لیتے ہین۔ ناریل جس قدر خام ہوتا ہے اُسی قدر مغز کم ہوتا ہے اور پانی زیادہ ہوتا ہے پانی سرد اور شیرین ہوتا ہے وہان کے مسلمانون کی حالت مالی اور تعلیمی دونون حیثیت سے ابتر ہے۔ مسلمان لڑکیون کے لئے دو

زنانہ مدرسہ مین چونکہ مسلمانون کی تعداد کم ہے اس لئے لڑکیون کی تعداد بھی بہت کم ہے اسپر مستزاد شوق تحصیل علم ندارد۔ مینے دونون مدرسون کو جاکر دیکھا تھا۔ ایک معلمہ کو اپنے مکان پر بلواکر پہلے مدرسون کی حالت وغیرہ دریافت کرلی تھی مدّرسہ نے مدرسون کو میرے دیکھنے کے لئے ایک روز مقرر کیا اور میرے خیر مقدم کا اہتمام تکلف کے ساتھ کیا تھا جھنڈیون سے مدرسہ کو آراستہ کیا تھا ایک نظم مدحیہ منظوم کرکے سنائی گئی اور کافور کا ہار مجھے پہنایا گیا۔ کافور کی گولیون کے ہار مختلف قسم کے اسحاق پٹن مین بہت خوبصورت بنائے جاتے ہین اس پرتکلفانہ سلوک اور برتاؤ نے مجھے ایک گونہ متحیر کیا کہ یہ مقام بالکل کوردہ ہے یہان کی عورتون مین اس قسم کا خیال و مذاق کیونکر پیدا ہوا نظم بطریق مسدس ایک معلمہ کی تصنیف تھی۔

مین نے طالبات کا امتحان لیا۔ ان مدرسون مین ابتدائی اردو کتابین پڑہائی جاتی ہین نہ تو عربی نہ فارسی اور نہ انگریزی اردو کی بھی یہ حالت ہے کہ معمولی الفاظ کے تلفظ صحت کے ساتھ لڑکیان ادا نہین کرسکتی ہین۔

اسحاق پٹن مین بعض صنعتین نایاب اور لایق قدر ہوتی ہین صندل کی لکڑی کے سینگ کے اور لوٹ لوٹیس کے یعنی کچھوے کی پیٹھ کی ہڈی کے صندوقچے قلمدان، دوات دان، سگرٹ، اور سگار کیس، ایڈریس کی کاسکٹ وغیرہ بر فیل دندان کی نہایت نازک اور باریک جالیون کا کام قابل دید بناتے ہین۔ افسوس یہ ہے کہ ہم کو اپنی دیسی دستکاریون اور صنعتون کی مطلق قدر نہین ہے اسکا بھی علم نہین ہے کہ کس مقام مین کونسا کام ہوتا ہے کہان کہان کیا کیا چیزین اچھی تیار ہوتی ہین۔ مین نے وہان کے بعض کاریگرون کو بہت ترغیب حیدرآباد آنے کی دی تاکہ وہان کی صنعتین حیدرآباد مین جاری ہون

فی اسم پچاس روپئے ماہانہ دینے پر مین تیار تھی لیکن وہ فرقہ ایسا جاہل ہے
کہ اس مین کا کوئی شخص آمادہ و رضامند نہوا اور وجہ حب الوطن بتلائی کہ گھر
چھوڑ کر اتنے فاصلہ پر کون جائے۔ ان دستکاریون کے کرنے والے
وہان بکثرت ہین مگر ایک کارخانہ بہت نامی گرامی ہے جس کو یورپ اور
امریکہ کی مختلف نمائش گاہون سے چھبیس مڈل یعنے تمغۂ انعام مین ملے ہین
درحقیقت اس کارخانہ مین کام بہت صفائی سے اور بھروسے کی لایق ہوتا ہے۔

اسحاق پٹن مین ایک باغ بعض خصوصیات کے لحاظ سے لایق تذکرہ
ہے۔ اس کو ولی گارڈن کہتے ہین یعنی باغ واقع درمیان درہ ہاے کوہ۔ ایک
سمت کو دونون جانب سے دو پہاڑیون کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ دوسری
سمت دونون پہاڑیان ملگئی ہین درمیانی زمین کی شکل ایک طویل مثلث
کی سی ہے جس مین باغ ہے عمارتین بھی وسیع ہین کل رقبہ طولاً دو میل ہوگا۔
میوون کے درخت کئی اقسام کے ہین عمارت کے سامنے چمن اور اقسام کے
پھولون کی کیاریان ہین۔ باغ سرسبز و تروتازہ ہے ایک رانی اس کی مالکہ
جب راجہ زندہ تھا تو اس کو اس باغ سے بہت دلچسپی تھی۔ سنتی ہون کہ اس وقت
باغ کی حالت اور بھی اچھی تھی۔ میر کاظم علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے
ذریعہ سے باغ دیکھنے کا میرے لئے خاص انتظام کیا گیا تھا چند گھنٹے بیگم صاحبہ
نے اور مین نے وہان گزارے۔ قدرتی طور سے یہ باغ عجیب وغریب باغ ہے

علاوہ مسز اسلم اور مسز کاظم علی کے جن کا مین نے اوپر ذکر کیا ہے
اور بھی چند مسلمان اور پارسی اور یورپین مستورات سے جو لغرض تبدیل
آب وہوا وہان آئی ہوئی تھین مجھسے شناسائی ہوگئی تھی ان مین سے اکثر
بیبیون نے میری دعوتین کین اور مین نے بھی انکی دعوتین کین

ایک دن ایک ٹی پارٹی مین لے دی تھی جس مین ہندو پارسی مسلمان اور عیسائی خاتونین جمع ہوئی تھین مختلف امور پر آپس مین گفتگو رہی ایک مسلمان بیوی جو کسی حد تک تعلیم یافتہ بھی تھین علاوہ اردو فارسی کے انگریزی بھی جانتی تھین بولین کے ہم مسلمانون مین یہ بہت ہی برا رواج ہے کہ بغیر لڑکی کو دکھاے شادی کر دی جاتی ہے لڑکی کی تو آنکھین بند رہتی ہین - ہاتھ مین موتی آے یا سیپ لڑکے کی بھی وہی حالت رہتی ہے دولھن لنگڑی ہو اندھی ہو اب اس کی قسمت جیسی مل جاے - یہی وجہ ہے کہ اکثر گھرون مین شادی کے چند ہی روز کے بعد ناچاقی و نا اتفاقی شروع ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ مرد دوسری شادی کر لیتا ہے - مین نے اس کا جواب یہ دیا کہ جن زن و شو مین نا اتفاقی ہوتی ہے اس کا سبب ہمارا رواج نہین ہے بلکہ اتفاقات یا مقدر ہے - ممالک یورپ اور امریکہ مین جہان پردہ نہین ہے مرد و عورت اچھی طرح ایک دوسرے کو دیکھتے ہین بلکہ مزاج و مذاق و خیالات وغیرہ کا بھی اندازہ کرنے کا فریقین کو موقع ملتا ہے کورٹ شپ کی رسم کی وجہ سے فریقین کو ایک دوسرے کے جانچنے اور جاننے کا موقع حاصل رہتا ہے - پھر کیا وجہ ہے کہ ان مین نا اتفاقی ہوتی ہے - آئے دن سیکڑون مقدمے عدالتون مین طلاق اور جوڈیشل سپریشن (عدالتی مفارقت) کے دائر ہوتے رہتے ہین - میرے خیال مین شادی بیاہ ایک قسم کا جوا ہے - آپس کے میل جول اور محبت کا باعث فریقین کی خوش قسمتی ہے معترض بیوی تو بالکل چپ ہو گئین - اور حاضرین نے بھی میرے خیال سے اتفاق کیا ڈیڑھ دو گھنٹہ یہ صحبت رہی وقت بہت لطف سے کٹا -

والٹیر سے ہم سب مدراس گئے - یہان پہلے سے انتظام کر دیا گیا تھا اس لئے ہوٹل کا آدمی سواریان لیے اسٹیشن پر موجود تھا اسٹیشن سے

وکٹوریا ہوٹل مین جو بمقام یگمور واقع ہے آئے۔

یگمور مدراس کا ایک محلہ ہے جو صفائی ستھرائی مین مشہور ہے انگریز اعلیٰ عہدہ دارون کی کوٹھیان زیادہ تر اسی محلہ مین ہین وکٹوریا ہوٹل کا ایک حصہ جو چند کمرون پر مشتمل تھا بہ کرایہ لے لیا تھا پردہ کا انتظام بہت معقول تھا چونکہ ہوٹلون مین مدراس کے باورچی عموماً غیر مسلم ہوتے ہین اور مرغیان وغیرہ ذبح نہین کرتے ہین اس لئے ہمارے آدمی خود کھانا پکاتے تھے۔ مدراس مین چار پانچ روز سے زیادہ رہنے کا ارادہ نہ تھا اس لئے کوئی مکان کرایہ کا نہ لیا اور ہوٹل مین اتر پڑے مگر مدراس پہونچنے کے دوسرے دن ہیر سٹر صاحب جب اپنے قدیم دوست آنریبل مسٹر جسٹس عبدالرحیم جج ہائیکورٹ مدراس سے ملنے گئے تو انھون نے باصرار انکو روک لیا اور بھی بعض احباب کے اصرار اور دعوتون کی وجہ سے جنکا ذکر آئندہ آئیگا عرصہ قیام طویل ہوگیا۔

مدراس کوئی قدیم شہر نہین ہے ایسٹ انڈیا کمپنی نے مدراس پر ۱۶۶۳ء مین اپنا قبضہ کیا اور یہان ایک تجارتی منڈی قائم کی من بعد ایک قلعہ مسمی بہ فورٹ سینٹ جارج تعمیر کیا جس مین وقتاً فوقتاً ترمیم و ترقی ہوتی رہی۔ حیدرعلی نایک اور اس کے بیٹے ٹیپو سلطان سے اور کمپنی سے برابر لڑائیان ہوتی رہین ایک جنگ مین حیدرعلی نے کمپنی مذکور کو شکست فاش دی اور کمپنی کے دارالامارہ مدراس مین حیدرعلی کی فوج داخل ہوگئی تھی اسوقت فریقین مین مصالحت ہوئی اس فتحیابی پر مدت العمر حیدرعلی کو فخر و ناز رہا۔ سرنگاپٹام کی جنگ مین جبکہ ٹیپو سلطان مارے گئے اور انکا سارا ملک ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضہ مین آیا تو انکے ملک کا بہت بڑا حصہ مدراس پریسیڈنسی مین شامل کیا گیا۔ یہان کے اصل باشندے ہندو ہین اور ان

لوگون نے زبان انگریزی مین خوب ترقی کی ہے اور سرکاری عہدون پر جدہر دیکھو یہی لوگ ہین مسلمان عالی خاندان گنتی کے چند گھرانے ہین ادنے طبقہ کے مسلمانون کی تعداد بھی بہت کم ہے۔

مدراس کے دیسی باشندے اردی اور تامل زبانین بولتے ہین انگریزی بہی عام طور سے سمجھی اور بولی جاتی ہے جس کا سبب یہ ہی کہ انگریزی ہند مین ابتدائً یہین سے شروع ہوئی تھی اُردو یہان کے مسلمان بولتے ہین ہندو تو شاذ کوئی شخص سمجہتا ہو۔ مسلمان جو اردو بولتے ہین وہ دہلی اور لکھنؤ کی اردو سے کوئی لگاؤ نہین رکھتی ہے صحت تانیث و تذکیر کو ملحوظ نہین رکھنے کے اسو الب ولہجہ بھی وہان کا وہین کے لئے مخصوص ہے علاوہ ازین "ہیے" کی جگہ "ہُن" ہین کی جگہ "ہین" مجھسے کی جگہ "میرے کو" مجھکو کی جگہ "اپن کو" بولتے ہین غرض انکا روزمرہ ایک خاص طرح کا ہے۔

مدراس سمندر کے کنارہ واقع ہونے کی وجہ سے اور نیز بعض خصوصیات کے سبب سے ایک خوبصورت شہر ہے اور آبادی یہان کی کشادہ اور دور دور ہے بمبئی کی طرح گنجان نہین ہے۔ شہر کے مختلف حصون مین سے ایک نہر نکالی گئی ہے اور اس کے عبور اور مرور کے لئے متعدد پل جا بجا بنائے گئے ہین یہ بھی ایک خصوصیت خوبصورتی کی ہے۔ مگر نہر کے بعض حصے مین بوجہ کثافت بہت عفونت ہے جب ان حصون پر سے گاڑی گزرتی ہے تو سخت تکلیف ہوتی ہے دماغ پریشان ہوجاتا ہے۔ باوجودیکہ مدراس سمندر کے کنارہ ہی مگر آب وہوا یہان کی قوی نہین ہے اور یہان گرمی سردی سب اعتدال سے ہے یہی وجہ ہے کہ لوگ قوی الجثہ نہین ہین بلکہ دبلے پتلے پستہ قامت رنگت بھی عموماً گندمی یا سیاہ۔

شہر مین صفائی بہت کم ہے جدہر دیکھو کوڑا پڑا ہے سڑکین صاف نہین نہ باغات صاف۔

مدراس مین بعض صنعتین بہت عمدہ ہوتی ہین مثلاً چکن کا کام ولائتی وضع کی مرہی کے کام مین بہت صفائی اور نزاکت سے بیل بوٹے نکالتے ہین نجاری کا کام بہت اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے اقسام اقسام کے فرنیچر میز کرسیان الماریان، مثل یورپین کاریگرون کے مدراس کے دیسی نجار تیار کرتے ہین۔ علی ہذا گاڑیان بھی ہر قسم کی بروم، لینڈو، فٹن وغیرہ دیسی کارخانون مین مثل ولایتی کارخانون کے تیار کی جاتی ہین خصوصاً محمدی حسین کے کارخانہ کی بنی ہوئی گاڑیان مدراس کے سمپسن اینڈ کمپنی کی بنائی ہوئی گاڑیون کا مقابلہ ہر طرح کرتی ہین۔ چوبی چیزون پر کار ونگ کا اور جالی کا کام بیحد خوبصورتی اور صفائی سے کرتے ہین۔ بید کا کام بھی بہت صاف اور عمدہ ہوتا ہے اور اس مین بڑی صناعی کرتے ہین۔

مدراس کے مسلمان حلوائی بادام کی مٹھائیان بہت اچھی بناتے ہین اور مصنوعی میوے مٹھائیون کی بہت صناعی سے بناتے ہین جن پر دہوکہ اصل میوون کا ہوتا ہے ان کی قیمت عموماً دو روپیہ سیر ہے۔

مدراس پریسیڈنسی کے مختلف حصون مین اقسام کی دستکاری نفاست و صناعی سے کیجاتی ہے کلابتون کے کام کی ساڑیان دوپٹے وغیرہ مثل بنارس کے تیار ہوتے ہین۔ اسی طرح چھاپے کا کام بالاپوش اور لحاف فردین وغیرہ مثل لکھنؤ کے چھپتی ہین۔

مدراس مین کرایہ کی گاڑیان ہر قسم کی فٹن، بروم، لینڈو وغیرہ ہر وقت

ملتی ہین مگر یہان رکشا کا بہت رواج ہے۔ عموماً دو پہیے کا رکشا ہوتا ہے بعض تین پہیے کے بھی ہین۔ رکشا کی وضع بگھی گاڑی کی ہوتی ہے اور بجائے ایک گھوڑے کے ایک آدمی کھینچتا اور چلاتا ہے اور دوڑتا ہوا جاتا ہے۔ راستون مین سڑکون پر جابجا اڈے مقرر ہین جہان رکشا کھڑے رہتے ہین۔

مدراس مین اقسام کے بڑے بڑے درخت جن مین اقسام اقسام کے خوشنما پھول بکثرت لگے رہتے ہین بہت دیکھنے مین آئے۔ اتنے بڑے بڑے پھول دار درخت اور کہین مین نے نہین دیکھے اور پھول بھی مختلف رنگ اور مختلف وضع کے اور نہایت خوبصورت۔

مدراس مین بہت سی عمارتین عظیم الشان سربفلک ہین خصوصاً ہائیکورٹ کی عمارت وسیع و خوبصورت و مستحکم جیسی یہان کی ہے انڈیا کے اور کسی ہائیکورٹ کی عمارت ایسی نہین ہے۔ حتیٰ کے کلکتہ کے ہائیکورٹ کی عمارت بھی ایسی نہین ہے۔

مدراس پہنچنے کے دوسرے دن صبح کو ہم سب پیپلس پارک گئے پیپلس پارک تفریح گاہ خاص و عام ہے سب سے بڑا باغ یہان کا ہے اس کے ایک حصہ مین حیوانات یعنی چرند و پرند اور درند کا ذخیرہ ہے اس لحاظ سے اس کو ذولوجیکل گارڈن کہہ سکتے ہین۔ ہند مین سب سے بڑا ذولوجیکل گارڈن کلکتہ کا ہے مگر یہان بھی اقسام و تعداد کے لحاظ سے اچھا خاصہ مجموعہ جانورون کا ہے۔ خصوصاً چڑیان اور مرغیان طرح طرح کا نہایت خوبصورت جن کے پر و باز و مختلف رنگون کے ہین یہان جمع ہین داخلہ کی فیس فی کس دو آنے ہے روزانہ صبح کو چھہ بجے سے شام کے چھہ بجے تک یہ جانور خانہ کھلا رہتا ہے۔

پیلس پارک سے واپسی پر وکٹوریا میموریل ٹکنیکل انسٹیٹیوٹ گئی اس مین
تمام جنوبی ہند خصوصاً مدراس پریسیڈنسی کی دست کاری وصناعی کی چیزین
جمع کی جاتی ہین اور عمدہ قرینہ سے سجائی جاتی ہین۔ یہان کی ترکیب اور
سجاوٹ وغیرہ مثل نمائش گاہ کے ہے۔ مکان بھی وسیع اور خوبصورت صاف
اور ستھرا ہے داخلہ کی کوئی فیس نہین ہے ہر شخص جاکر دیکھ سکتا ہے۔ قیمت
ہر چیز پر لکھی رہتی ہے۔ اقسام کے کپڑون کا بڑا ذخیرہ ہے ریشمی اور کلابتون
کے کام کی ساڑیان دوپٹے وغیرہ چھپے ہوے لحاف اور بالاپوش کی فردین
رنگ برنگ کی اسحاق پٹن کی دستکاری کی چیزین صندل اور سینگ اور
ہاتھی دانت کے کام کی بافراط جمع ہین چوبی دستکاری کی چیزین بھی مثل تپائی
اور میز وغیرہ جس مین جالی کا مشبک کام کیا ہوا ہوتا ہے یہان جمع ہین۔
مدراس پہنچنے کے چوتھے روز میوزیم یعنی عجائب گھر دیکھنے گئے ایک ہی
صحن مین دو عمارتین ہین جن مین غیر ذی روح حیوانات کا جمادات ونباتات
کا چوبی اور گلی اشیا کا اجناس وغیرہ کا ذخیرہ ہے گو بلحاظ وسعت وشان
عمارت وغیرہ باعتبار اقسام ذخائر عجائبات عالم کلکتہ کے میوزیم ہاوس سے
اس کو کوئی نسبت نہین ہے تاہم یہان کے منتخبات بھی ایک معقول پیمانہ پر
ہین اور مدراس کے سیاحون کے لئے باعث دلچسپی وخوش گزاری وقت
ہین۔ زنانہ کے لئے ہر ماہ ایک روز معین ہے ہر ماہ انگریزی کا پہلا ہفتہ جس روز
عورتین میوزیم دیکھنے آتی ہین پردہ کا بہت اہتمام کیا جاتا ہے صحن مین ایک
میلا سا لگ جاتا ہے کھلونے اور خورد ونوش کی چیزون کی دوکانین لگ جاتی
ہین اور سودا عورتین پہنچتی ہین بہت سے خشک نباتات اور غیر ذی روح
حیوانات کی جن کا ذخیرہ ہے تصویرین بھی وہان ہین۔

اس اثنا میں مدراس میں ہمارے وارد ہونے کی خبر وہاں کے مقامی
اخبار مخبر دکن میں چھپی اور شائع ہو گئی تھی اس لئے بیرسٹر صاحب کے اکثر ملاقاتیوں
اور احباب کو ہمارے قیام کی کیفیت جب معلوم ہو گئی تو ملنے ملانے اور
دعوتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مسٹر نیر مظہر الدین صاحب اسسٹنٹ پوسٹ ماسٹر
جنرل بیرسٹر صاحب کے قدیم دوستوں میں ہیں اور ان کی اہلیہ حیدرآباد کے
نواب ممتاز یار الدولہ بہادر کی صاحبزادی اور میری کم سنی کی دوست ہیں
یہ دونوں میاں بیوی بھی ہم لوگوں سے ملنے کو آئے اور سخت شکایت اس
امر کی کی کہ اپنے آنے کی اطلاع ہم لوگوں کو کیوں نہیں دی اور اس پر
پھر اصرار یہ ہوا کہ ہوٹل کا قیام ترک کر کے ان کے مکان میں ان کے مہمان
کی حیثیت سے رہیں لیکن ہم لوگوں نے ان کی دعوت قبول نہیں کی اور ان کا
نہ دل سے شکریہ ادا کیا اگر ان کی دعوت قبول کر لیتے تو دوسروں کو شکایت کا
محل ہوتا اسی وجہ سے مدراس آنے کی اطلاع بھی پہلے سے کسی کو نہیں دی تھی
بہر حال مسٹر اور مسز مظہر الدین کو سمجھا بجھا کر راضی کر لیا کہ اس میں شک نہیں
کہ ان دونوں میاں بیوی کی عنایات اور محبت کی ہم دل سے قدر کرتے ہیں
ایک شب کو مسز مظہر الدین نے بہت پر تکلف دعوت میری کی اور مسٹر مظہر الدین
نے ڈنر بیرسٹر صاحب کو دیا جس میں بہت سے معززین کو مدعو کیا تھا۔ ایک
روز صبح کو نو دس بجے کے قریب مسز مظہر الدین کے ہمراہ امریکن مشن کا زنانہ
ہاسپٹل (شفاخانہ) دیکھنے گئی لیڈی پرنسپل مس کیمبل ایم ڈی سے جن کی
زیر نگرانی یہ شفاخانہ ہے اور مسز مظہر الدین سے دوستانہ ہے اس لئے
انہوں نے بہت توجہ سے سارا ہاسپٹل دکھایا مکان بھی عالیشان ہے
اور مریضوں کے رہنے کا بہت اچھا انتظام و اہتمام ہے اس میں شک نہیں

کہ مریض عورتوں کے لئے بہت آسائش کا مقام ہے پرنسپل صاحبہ بہت خلیق اور لائق ہین اور مریضون کی خاطر داری اور خبر گیری اپنی ذات سے بھی کرتی ہین۔

مسز ابوالحسن اہلیہ مسٹر ابوالحسن بیرسٹرایٹ لا جو میری مجھلی بھاوج کی پھپھی ہین اور مرزا مہدی اصفہانی ملک التجار مرحوم سابق کونسل ایران کی صاحبزادی ہین حسن اتفاق سے اندنون مدراس مین تھین اور ان کے خاوند مسٹر ابوالحسن بھی حیدرآباد سے آے ہوے تھے مجھسے ملنے کو آئین اور مجھے مدعو کیا۔یکشنبہ کا روز دعوت کے لئے مقرر کیا چنانچہ بروز یکشنبہ چار بجے میرے لئے اپنی گاڑی بھیجی۔پانچ بجے چاے پلائی اور شب کو آٹھ بجے دسترخوان چنا گیا جو اقسام کے لذیذ نعمتون سے بھرا تھا۔صاحب خانہ نے چوبیس پچیس ایرانی بیبیون کو جن مین زیادہ مسز ابوالحسن کی رشتہ دار تھین مجھسے ملانے کے لئے مدعو کیا تھا۔ان بیبیون سے گو میری پہلی ملاقات تھی مگر ان کے مزاج بہت ہی سادہ اور خلق مجسم ہین تکلف نام کو نہین بہت بے تکلف صحبت رہی چند گھنٹے بہت ہی لطف سے کٹے خان بہادر مرزا عبدالحسن اصفہانی حال کونسل دولت ایران کی صاحبزادیان مسز ابوالحسن کی حقیقی چچازاد بہین بھی شریک دعوت تھین ان کو بھی مین نے نہایت ہی خلیق اور خوش مزاج پایا یہ ایرانی بیبیان بالکل پارسنون کا سالباس پہنتی ہین یعنی ساری اور جالی کا کرتا اور اس پر سے بغیر کالر کا جیکٹ نیم آستین زیورات بھی زیادہ نہین صرف کانون مین ایرنگ ہاتھون مین بریسلٹ یا چوڑیان اور گلے مین نکلس بعض بیبیان گلے مین ست لڑا بھی پہنتی ہین اور بالون کو خوبصورت بنا کر اُس مین بروچ الماس وغیرہ کا لگاتی ہین۔یہ مستورات بھی بالکل عجیبی ہین

مگر لباس پارسنون کا پہننا شروع کیا ہے۔ برعکس اس کے آغا خانی خاندان کی
خواتین نے جن کو ایک زمانہ ہند مین گزر گیا ہے اور بمبئی و پونہ مین جو پارسنون کا
مخزن ہے ہمیشہ اُن کا قیام رہتا ہی لیکن پارسنون کا لباس اختیار نہین کیا
بلکہ خاص وضع کی پوشاک پہنتی ہین جو ایران کی ایجاد کردہ ہے۔ وہ یہ کہ ڈریسنگ
دگون کی طرح لباس ہوتا ہے اور بوڈی و اسکرٹ ملا ہوتا ہے/ جس مین
طرح بہ طرح کے کشیدہ کا کام کیا ہوا ہوتا ہے پہن کر اس پر سے دوپٹہ
کریپ یا بادلے کا اوڑھ لیتی ہین۔ یہ لباس ہمہ وجوہ ستر پوش اور خوبصورت
ہوتا ہے۔ اصفہانی خاندان کی بیبیان بھی کبھی یہ نو ایجاد لباس زیب تن
کرتی ہین اور کبھی پارسنون کا۔

اُسی شب کو مسز علی اکبر اصفہانی اور مسز ہاشم اصفہانی نے جو مسز
ابو الحسن کی بھاوج ہین مجھ سے کہا کہ کل دو بجے کا وقت زنانہ مسلم گرلس
اسکول اور پرسون ہشن اسکول دیکھنے کے لئے مقرر ہوا ہے آپ اُس وقت
تیار رہین ہم آکر آپ کو لے جائین گے۔ چنانچہ دوسرے دن حسب قرارداد یہ
دونون بیبیان مع مسز ابو الحسن میرے قیام گاہ پر بوقت معینہ آکر مجھے زنانہ
مدرسہ دکھانے لے گئین۔ اس اسکول کو دیکھکر مین بہت خوش ہوئی دوسو
مسلمان لڑکیان تعلیم پاتی ہین عقاید مذہبی کی تعلیم بھی اچھی طرح دی جاتی ہی
قرآن مجید کا درس ہوتا ہے اور نماز پڑھائی جاتی ہے سلائی کا کام انواع و
اقسام کا بتلایا جاتا ہے۔ یہ اسکول پونہ کے مسلم گرلس اسکول سے بدرجہا
اچھی حالت مین ہے طلباء کی تعداد کے لحاظ سے اور نیز تعلیم کے اعتبار سے
صرف مسلمان لڑکیان درس پاتی ہین۔ طلبا سے فیس مطلق نہیں لی جاتی
ہے۔ منجانب اسکول سواریان مقرر ہین جو لڑکیون کو اُن کے گھرون سے

مدرسے لاتی اور واپس لیجاتی ہین۔ ہر گاڑی کے ہمراہ ایک ماما بھی ہوتی ہے تا وار مسلمان لڑکیون کی تعلیم کے لئے اس مدرسہ کا وجود ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ مدراس کے مسلمانون کو گورنمنٹ کا بدل مشکور ہونا چاہئے۔ صدر مدرسہ نے لڑکیون سے ڈرل یعنی قواعد کراکر دکھلائی اور ان لڑکیون کے ہاتھ کی نکالی ہوئی کشیدہ کی چیزین مجکو دکھلائین جو بہت نفاست اور صفائی سے تیار کی گئی تھین۔ مدرسہ کا مکان بہت عالیشان ہے۔ اردو نظم لڑکیون نے پڑھکر سنائی۔

پانچ بجے مدرسے واپس آئی تو مسز ڈلیار کو اپنا منتظر پایا وہ دعوت دینے کے لئے آئی ہوئی تھین۔ دوسرے روز چار کی دعوت دیکر چلی گئین اور اسی وقت مسز عبدالرحیم (یعنی بیگم صاحبہ آنریبل مسٹر جسٹس عبدالرحیم) کے ہان سے میرے لینے کے لئے موٹر کار آیا۔ مین ان کے ہان دعوت مین چلی گئی مسز عبدالرحیم عظیم آبادی ہین مسز سید علی امام کی پھوپی زاد بہن ہین اور اس لئے بیرسٹر صاحب کی بھی رشتہ دار ہین۔ انھون نے کہا آپ کی سیاحت بہار و بنگالہ کے حالات جو تہذیب مین چھپے تھے اُن مین عظیم آباد کی بعض حالات پڑھکر ہم سب بہت ہنسے تھے خصوصاً وہان کی دیہاتی زبان کا جو آپ نے چربا کھینچا تھا۔

مسز عبدالرحیم بہت ہی خوش خلق اور ملنسار بی بی ہین خوش بیان بھی ہین۔ اور عقائد مذہبی کی بہت پابند ہین بہت محبت سے مجھ سے ملین حسب قرارداد بروز شنبہ دن کے دس بجے مین مسز ابوالحسن۔ مسز علی اکبر آصفہانی مسز ہاشم اصفہانی ہم سب ملکر مشن کو نونٹ اسکول گئے۔ یہان کی صدر مدرسہ بھی ایک نن ہے یعنی تارک الدنیا مسز ہاشم نے میرا تعارف کرایا صدر معلمہ نے ہم لوگون کو

ساتھ لیکر پہلے سب کلاس بتلائے اور تعلیمی نصاب کی حالت کہی اوس کے بعد پیانو خود بجانے لگی اور چھوٹے بچون سے انگریزی نظم گوا کر سنائی۔ نہایت خوش الحانی سے بچے گائے اس کے بعد بڑے بچون سے ڈرل یعنی قواعد کروا کر دکھلائی۔ پھر بچون کے ہاتھ کی سیون ڈرائنگ اور پینٹنگ کی چیزین دکھلائین۔ اس مدرسہ مین بورڈنگ بھی ہے غریب بچون کے لئے بورڈنگ علیحدہ ہے۔ ایک گرجا بھی ہے جس کا اندرونی حصہ بہت ہی آراستہ اور خوبصورتی سے سجایا گیا ہے۔

وہان سے ایک بجے قیام گاہ پر پہنچا کر مسز ابوالحسن وغیرہ اپنے گھر گئین۔ چار بجے مسز ڈلیار کے ہان سے گاڑی میرے اور ہیر سٹر صاحب کے لینے کو آئی ہم دونون آدمی چار کی دعوت مین گئے ہیر سٹر صاحب مردانہ مین چلے گئے اور مین زنانہ مین گئی بہت تکلف اور فراخدلی سے دعوت کا انتظام کیا تھا اقسام کے میوے اور مٹھائیان موجود تھین مسز ڈلیار نے اپنی برادری کی چند بیبیون سے مجھکو ملایا تقریبًا ایک گھنٹہ سوا گھنٹہ وہان رہی واپسی کے وقت عطر پان سے تواضع کی اور پھول کے ہار پہنا کر رخصت کیا مردانہ مین مسٹر ڈلیار نے ہیر سٹر صاحب کو پھول کے ہار پہنا کر رخصت کیا۔ چھ بجے کے قریب اپنے مسکن پہنچے حسب معمول مسٹر مظہر الدین اپنی موٹر پر ہیر سٹر صاحب لیکر سمندر کی ہوا خوری کے لئے چلے گئے

بروز چارشنبہ تیسرے پہر کو چار بجے مسز انصر الدین اہلیہ مسٹر انصر الدین مرحوم سابق پریسیڈنسی مجسٹریٹ مدراس آکر اپنے ہمراہ مجھے لیڈیز کلب لے گئین اس وقت کلب مین چند خاتونین موجود تھین باستثنا مسز گلمین سکریٹری یعنی معتمد کلب کے جو یورپین ہین باقی سب ہندو تھین

دریافت سے معلوم ہوا کہ صرف ایک رکن مسلمان ہیں باقی اراکین یا تو یورپین لیڈیز ہیں یا ہندو۔ مسز ونیکٹ چاری نے جنکے شوہر عدالت خفیفہ کے جج ہیں مجھسے کہا کہ دو سال پیشتر میں اپنے عزیز مسٹر کرسٹما چاری سے ملنے کے لئے حیدرآباد گئی ہوئی تھی۔ رزیڈنسی میں لیڈی پنہے کے ایٹ ہوم میں گئی تھی وہاں مین نے آپ کو دیکھا تھا۔ مین نے کہا دیکھا ہوگا۔ مجھ سے لیڈی پنہے سے ملاقات ہے۔

مسز سوامی ندہم نایڈو یہ ایک بیرسٹر کی بیوی ہیں انہوں نے مجھے چاہ خوری کی دعوت دی اور کہا کہ کل ہمیر مکان پر آنکر میرے ساتھ چاء پیجئے۔ مین نے اُن سے معذرت کی کہ مجھے کل فرصت نہیں ہے میرے ہان مہمان آنیوالے ہیں ان لوگونکو ایک حرف اُردو کا نہیں آتا سوا انگریزی، تلنگی اور کوئی زبان نہیں آتی۔

دوسرے روز پنجشنبہ کو مسز ابو الحسن کے ہمراہ فش اکویریم دیکھنے گئی یہ جاندار مچھلیون کا سمندر کے کنارے ایک مکان ہے جسمین طرح طرح کی مچھلیاں جمع کیگئی ہیں بالکل عجیب رنگ قامت کی مچھلیون کی نمائش گاہ ہے بعض مچھلی کا رنگ آسمانی دم اور پر زرد بعض صندلی رنگ کی اور آنکھیں آسمانی معلوم ہوتا تھا کہ فیروزے جڑے ہیں کوئی ابلق کسی پر اقسام کے بیل بوٹے اور شکل قلم کی حقیقت یہ ہے کہ بذریعہ قلم کے انکی تفصیل اور کیفیت شکل و رنگ کی ناممکن ہے انسانی عقل انکو دیکھکر بالکل دنگ ہو جاتی ہے خدا کی قدرت و صنعت کا ظہور ہے بیرسٹر صاحب نے کہا کہ انگلستان میں بھی مچھلی کی نمائش میں مین نے اسقدر عجائب رونگا مچھلیاں نہیں دیکھی تھیں۔ اس مین مچھلیون کا یہ ذخیرہ بالکل نادر الوجود ہے۔

راقمہ
اہلیہ سید ہمایون مرزا بیرسٹر ایٹ لا

عورت اور زیبائش
(ماخوذ الجیوۃ)

عورتون مین زیب و زینت کا جو شوق پایا جاتا ہے، اوسکے پورا کرنے مین اگرچہ مردون کو بعض اوقات سخت زحمتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مصیبت کا سبب خود مرد ہی ہیں۔ اب ایک طویل زمانہ کی مزاولت کے بعد عورت میں یہ شوق ایک فطرتی جذبہ بنگیا ہے جنون انسان کو فطرت اصلیہ کی طرف لوٹا لاتا ہے، اور اس حالت میں بھی عورت زیب و زینت سے بے نیاز نہیں ہوتی، ایک مجنونہ عورت

شرم اور حیا کو کھو بیٹھتی ہے، سوسائٹی کی قیود سے آزاد ہو جاتی ہے۔ لیکن زیب و زینت کی خواہش اب بھی اس مین موجود رہتی ہے، پاگل خانہ مین متعدد عورتون کو دیکھا گیا ہے، کہ پھٹے پرانے کپڑون سے، پھولون سے پتیون سے اپنے جسم کی آرائش کرتی ہین۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کا یہ قوی ترین فطری جذبہ ہے۔ زیب و زینت کی یہ خواہش، صرف دولتمند عورتون مین نہین پائی جاتی، بلکہ اس مین امیر و غریب دونون قسم کی عورتون کی حالت یکسان ہے، امریکہ مین ایک دولتمند عورت نے شاہی خاندان کے ایک ممبر کے استقبال کے لئے، دو قسم کے جوڑے تیار کرائی، ایک گلابی، دوسرا سفید، ان دونون جوڑون سے اوس کے حسن و جمال پر مختلف اثر پڑتا تھا، اسلئے اوس نے چاہا کہ وہ جوڑہ استعمال کرے جس سے وہ دلفریب ترین صورت مین نمایان ہو۔ لیکن وہ ایک جوڑے کو دوسرے جوڑے پر ترجیح نہ دے سکی، بالآخر اوس نے گلابی پوشاک پہنی، اور اپنی ملازم کو سکھا دیا کہ جب تمام مہمان میز کے گرد بیٹھ جائین، تو تم قصداً اسطرح پھسل کر گر پڑنا کہ تمھارے ہاتھ مین جو ڈش (رکاب) ہو وہ میرے اوپر گر جائے، چنانچہ نوکر نے عین کھانے کے وقت یہ فرمائش پوری کی، اور اسطرح اس لیڈی کے تمام کپڑے خراب ہو گئے، اب اُس نے بظاہر مجبوراً اور بباطن اختیاراً سفید جوڑہ بدلا، اور ایک ہی وقت مین دو مختلف شکل مین نمایان ہوئی، اور پہلے جوڑے پر جو ہزار گنی خرچ ہوئی تھی، اوسکے خراب ہونے سے اوسکے ضائع جانے کا اوسکو کچھ افسوس نہ ہوا، یہ ایک دولتمند عورت کا نمائیشی اسراف تھا، لیکن غریب عورتین، روکھی پھیکی روٹی کھا کر اور دوسرے مصارف مین کفایت شعاری برت کر جو رقم زیب و زینت کے سامان کے لئے پس انداز کرتی ہین، وہ بھی۔

نتائج کے لحاظ سے کچھ دولتمند عورتون کے اسراف سے کم نہین ہے۔

مشاہدات سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت مین زیب و زینت کا یہ شوق نہایت قدیم زمانہ سے پایا جاتا ہے، پہاڑون کے نہایت پرانے غارون مین اس قسم کے زیورات پائے گئے ہین، جو تاریخ کے نہایت ابتدائی زمانو نمین وحشی عورتین استعمال کرتی تھین، اور جب کہ اس شوق مین وحشی عورتین، گو ندنا گو داتی تھین، اپنے بدنما دانتون کو اوکھیڑ ڈالتی تھین، ناک اور کان کو چھدواتی تھین، تو بیسوین صدی مین حسن و جمال کی افزائش کے لئے یورپ مین لیڈیان اپنے اوپر جو زحمتین برداشت کرتی ہین، وہ بالکل تعجب انگیز نہین۔

زیب و زینت کا یہ شوق صرف نوجوان عورتون مین نہین پایا جاتا، بلکہ جوانی سے لیکر بڑھاپے تک موجود رہتا ہے۔

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ پچاس سال کی عورت مین زیب و زینت کا جو شوق ہوتا ہے وہی چھوٹی چھوٹی لڑکیون مین بھی پایا جاتا ہے، چنانچہ وہ ہوش سنبھالتے ہی، پھٹے پرانے کپڑون کے جو ٹکڑے پاتی ہین، اونکو اپنے جسم سے لپیٹتی ہین، اور نہایت خود بینی کے ساتھ اپنی طرف دیکھتی ہین، عورتون مین زیب و زینت کا جو شوق پایا جاتا ہے، اوس سے غور و فکر کے بعد بعض اخلاقی فوائد بھی حاصل کئے جا سکتے ہین، اٹلی مین ایک جیلر نے دیکھا کہ قیدی عورتین نہایت عجیب و غریب طریقون سے اپنے چہرے کے رنگین بنانے کے لئے سرخ و سفید رنگ حاصل کرتی ہین، اپنی زبانون سے جیل کی دیوارون کو چاٹتی ہین، اور اس طرح اون سے جو چونا نکل پڑتا ہے، اوسکو پوڈر کی طرح استعمال کرتی ہین، اوس نے

ایک عورت کو دیکھا کہ جیل کے کپڑون مین جسقدر سرخ دہاگے تھے، اوس نے سب کو نکال لیا، اور پانی مین بھگو کر اوسکے رنگ سے اپنے چہرے کو ارغوانی بنایا، ان واقعات سے جیلر کو معلوم ہوا کہ عورتون مین زیب و زینت کا شوق شدت سے پایا جاتا ہے، اور اسکے ذریعہ سے مجرم عورتون کی اخلاقی اصلاح کی جاسکتی ہے، چنانچہ اوس نے مختلف رنگ کے تین جوڑے تیار کرائے پہلا جوڑہ گاڑہے کا تھا اور زرد رنگ مین رنگا گیا تھا، عورت جب اول اول جیل مین داخل ہوتی تھی تو اوسے یہی جوڑا پہننا پڑتا تھا، اسکے بعد جب اسکے اخلاق و عادات کسی قدر اچھے ہوجاتے تھے تو اوسکو دھاری دار صوف کا جوڑہ پہنایا جاتا تھا، اب جب اوسکی اخلاقی حالت اور بھی سدہر جاتی تھی، تو اوسکو نہایت خوش قطع خاکی صوف کا جوڑہ پہننے کے لئے ملتا تھا، اور وہ اس شوق مین خود اپنی اخلاقی حالت کے بہتر بنانے کی کوشش کرتی تھی جیلر کا یہ تجربہ اسقدر کامیاب ہوا کہ چند ہی دنون کے بعد اکثر قیدی عورتین اپنی اخلاقی مدارج کی ترقی کے ساتھ اسی تیسرے جوڑے مین نظر آنے لگین۔

لیکن زینت کا شوق مرد مین ہو یا عورت مین انسان کی زندگی کا اصلی مقصد نہین ہے، یہی وجہ ہے کہ مرد اگرچہ عورتون کے بناؤ سنگار سے خوش ہوتے ہین، لیکن اسی بناپر اوسکو حقیر بھی سمجھتے ہین، خود عورتین بھی یہ نہین پسند کرتین کہ اون کے اس شوق کی تعریف و توصیف کی جائے چنانچہ جب عورتین کسی جگہ جمع ہوتی ہین تو ہر ممکن طریقہ سے ظاہر کرتی ہین کہ اُنکو زیب و زینت کی پرواہ نہین ہے، لیکن یہ فطری شوق کب چھپ سکتا ہے؟ عین اوس حالت مین جبکہ عورت سیاسی، اجتماعی، اور علمی مسائل پر گفتگو کرتی ہے، اوچٹتی ہوئی نگاہ سر اپنی

دوسری بہنون کو دیکہنی بھی جاتی ہے کہ اوسکی پوشاک کاکیا رنگ ہے؟ اور اوسکی ٹوپی کیسی ہے؟ تم ایک شریف عورت کی نوٹ بک اوٹھالو، اوسمین مختلف لکچرون اور مختلف علمی مضامین کے نوٹ پاؤگے اور اونکو دیکھکر تمہین خیال پیدا ہوگا کہ وہ اپنے اوقات کا تمامتر حصہ انہین مفید کامون مین صرف کرتی ہوگی اور اوسکو بناؤ سنگار کا وقت نہ ملتا ہوگا، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اوسکے اوقات کا بیشتر حصہ زیب و زینت کی فکر مین صرف ہوتا ہے۔

ان عورتون کی مثال بالکل اون شعراء کی سی ہے جو یہ دعوی کرتے ہین کہ اونکے اشعار فی البدیہہ کہے گئے ہین، لیکن تہ کی باتون کا پتہ لگایا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشعار سخت کد و کاوش سے کہے گئے ہین، اور بار بار اونکی اصلاح کی گئی ہے لیکن یہ جھوٹ جسطرح شعراء کے لئے ناپسندیدہ ہے، اوسی طرح عورتون کے لئے غیر مستحسن ہے، اسلئے زیب و زینت کی کوششون کا چھپانا عورت کے لئے سزاوار نہین، کیونکہ اونکی تمام کامیابیون کا دار و مدار اسی شوق پر ہے۔

عورت زیب و زینت کے شوق مین سخت زحمتین برداشت کرتی ہے چین کی عورتین اپنے پاؤن کو لوہے کے قالب مین ڈالکر چھوٹا کرتی ہین اور اسکے بعد بمشکل چل پھر سکتی ہین، جزیرہ ملقا کی عورتین اپنی گردن کو شکنجہ مین کھینچتی ہین کہ وہ بڑھکر زرافہ (اونٹ کی شکل کا ایک جانور) کی گردن کے برابر ہوجاے جو وہان خوبصورتی کا اعلیٰ معیار خیال کیا جاتا ہے ٹونس مین جب عورت کی منگنی ہوتی ہے، تو وہ چاول اور روغنی چیزین کہاتی ہے تاکہ شادی کے دن تک اسقدر موٹی ہوجاے کہ چلنے پھرنے کے قابل نہ رہے۔

اس زمانہ کی متمدن عورتین بھی کمر مین نزاکت پیدا کرنے کے لئے

کچھہ کم زحمتین نہین برداشت کرتین، آج جو سینہ بند ایجاد ہوگئے ہین، وہ اگرچہ بہت تکلیف دہ نہین ہین، لیکن اس سے پہلے عورتین لوہے کے جو سینہ بند استعمال کرتی تہین وہ اون کے جسم کو خون آلود کر دیتے تھے، بہت سے اطبا کا بیان ہے کہ متعدد نازک اندام عورتین امراض سینہ مین صرف ان تنگ سینہ بندون کی وجہ سے مبتلا ہو جاتی ہین، تم بہت سی عورتون کو دیکھوگے کہ وہ نہایت متانت وسکون کے ساتھہ تم سے ہنس ہنس کر باتین کر رہی ہین، لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ ان مصنوعی آلات آرائش مین اسقدر جکڑی ہوئی ہین کہ ان کے لئے سانس لینا بھی دشوار ہے، لیکن وہ غایت وقار کے ساتھہ ان زحمتون کو صرف اسلئے برداشت کرتی ہین، کہ اگر وہ مردون پر ظاہر ہوگئین تو اس سے اون کو نفرت ہوگی۔

زیب وزینت کے چھپانے کے لئے عورتون کی یہ قوت برداشت اونکو ضبط نفس وتحمل مشاق کی تعلیم دیتی ہے، جو عورت کا سب سے بڑا وصف خیال کیا جاتا ہے لیکن زیب وزینت کا صرف یہی فائدہ نہین ہے، بلکہ اسکا اثر عورت کے عام اخلاق پر نہایت گہرا پڑتا ہے اور اگر نہوتا تو عورت مین یہ سکون، یہ وقار، یہ ثبات، یہ خوش طبعی اور یہ سوجھ نہ پایا جاتا۔

اخلاقی حیثیت سے بعض مرد یہ اعتراض کرتے ہین، کہ اس شوق نے عورت کو بالکل منافق بنادیا ہے، وہ ایسے مظاہر مین نمایان ہوتی ہے جنکی حقیقت سراب سے زیادہ پرفریب ہے، وہ اپنے آپ کو نازک بناتی ہے، لیکن حقیقتًا وہ نازک نہین ہوتی، بلکہ اوسکی نزاکت بالکل مصنوعی ہوتی ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ تصنع نفاق سے بالکل مختلف ہے جسطرح کمر کے کسنے سے رفتہ رفتہ کمر درحقیقت پتلی ہوجاتی ہے، اوسی طرح عورت نمائشی طور پر جو خوش طبعی

جو بشاشت اور جو نزاکت ظاہر کرتی ہے، وہ ایک زمانہ کی مشق کے بعد اوسکے
اخلاق کا اصلی جزو بن جاتی ہے، باغبان پودون کی ڈالیان ابتدا مین
مصنوعی طور پر سیدہی کرتا ہے، لیکن اسکا یہ اثر ہوتا ہے کہ درخت کے بڑے
ہونے پر بھی شاخ اسی حالت مین قائم رہتی ہے،

عورت کے شوق آرائش کے متعدد اقتصاری اور اخلاقی فوائد اور
بھی ہین، جنکا غایت مفید اثر تمدنی ترقی پر پڑتا ہے، عورت فطرتاً حسین
بننے کا شوق رکھتی ہے، وہ چاہتی ہے کہ اوس کا چہرہ روشن ہو، آنکھین
بڑی ہون، بال لمبے ہون، قد نازک اور دراز ہو، لیکن قدرت اوسکو اکثر
اس عطیہ سے محروم کر دیتی ہے اسلئے اوسکو مجبوراً مصنوعی ذرائع سے اس
کمی کو پورا کرنا پڑتا ہے، اور یہی مجبوری ہے، جس نے دنیا کو عمدہ کپڑون کا
بننا سکھایا، اور انسان کو زیب و زینت کے سامان بنانے پر آمادہ کیا،
اس بنا پر عورت صنعت وحرفت کی ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، زیب وزینت کا
یہ شوق صرف عورت کی ذات تک محدود نہین ہے، بلکہ وہ اپنے ساتھ، اپنے گھر کو، اور گھر
کے تمام اثاث البیت کو بھی سامان آرائش مین داخل سمجھتی ہے، اسلئے انکو غایت
ترتیب و نظام کے ساتھ رکھنا چاہتی ہے، اس طریقہ سے وہی صنعت وحرفت کو
بہت کچھ ترقی ہوئی اور عورت ہی اوسکا سبب بنی، اگر عورت نہ ہوتی تو رنگ برنگ
کے یہ حریر کہان سے وجود مین آتے؟ ریشم کے کیڑون کی پرورش کون کرتا؟ اگر
عورتون کو مردون سے الگ کر لیا جائے تو اون کے لئے ایک دوات، ایک
قلم، اور ایک میز کافی ہوگی، تم خود دیکھ سکتے ہو کہ جس گھر مین عورت نہین ہے
وہ بالکل تاریک ہے، اوسمین صرف چند کرسیان ہین، چند تخت ہین، چند چارپائیان
ہین، اسکے سوا اور کچھ نہین ہے، لیکن عورت ایک گھر کو روشن کر دیتی ہے، اوسکو

رنگ برنگ پردون سے آراستہ کرتی ہے، اور مختلف سامانون سی اسکو باغ جنت کا نمونہ بنا دیتی ہے، پس اگر عورت نہوتی تو گھرون مین یہ بوقلمونیان کہان سے نظر آتین، بلکہ وہ بالکل راہبون کا صومعہ بن جاتے،

صنعت و حرفت کے علاوہ عورت کے اس شوق کا بہت بڑا اثر لٹریچر پر پڑا ہے سیکڑون کتابین جو آج نہایت شوق سے پڑہی جاتی ہین اون کا موضوع صرف یہ ہے کہ عورتون کے جذبات کو کیونکر اپنی طرف مائل کیا جاسکتا ہے، لوگ نہایت شوق سی عورتون کے اس قسم کے واقعات کو لکھتے ہین شوق سے ان کتابونکو خریدتے ہین، اور شوق سے پڑہتے ہین، اس طرح لٹریچر کو ترقی ہوتی ہے اگر عورت اور عورت کے دلچسپ واقعات نہ ہوتے، تو ڈراما نویس ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے رہتے اور تھیٹرون کی گرم بازاری پر اوس پڑ جاتی، تھیٹرون کا ذکر آگیا ہے تو اخیر مین ایک دلچسپ واقعہ اور سُن لینا چاہئے، ایک بار عورتین تھیٹر مین آئین تو بڑی بڑی ٹوپیان پہن کر آئین، سامنے بیٹھین تو مردون کا سامنا رک گیا اور تھیٹر کے اسٹیج کے تمام مناظر نظر نہ آسکے، مردون نے معاملہ کو آسان سمجھکر عورتون سے ٹوپی اوتارنے کی فرمائش کی، لیکن عورتون کے نزدیک یہ معاملہ اسقدر آسان نہ تھا، کیونکہ عورتین ہمیشہ اس قسم کے مجامع مین صرف اپنے لباس اور اپنی زیب و زینت کی نمائش کے لئے آتی تھین، اور اس تھیٹر مین اونکو انھی ٹوپیون کی نمائش کرنی تھی، اسلئے وہ مردون کی اس فرمائش پر بگڑ گئین، اور جنگ و جدال تک نوبت پہونچی غرض اگر عورت فطرتاً زیب و زینت کا شوق نہ رکھتی ہوتی، تو دنیا اسقدر روشن، اسقدر رنگین، اور اس قدر چمکدار نظر نہ آتی، پس عورت کے اس شوق کو اس حیثیت سی دیکھیے تو وہ تمکو ایک قابل قدر شریفانہ جذبہ معلوم ہوگا،

عبدالسلام ندوی

زیور

لفظی تحقیق | زیور کی اصل زیب آور معلوم ہوتی ہے۔ یعنی وہ شئی جس سے مصنوعی زیبائش کی جاے۔ کثرتِ استعمال سے زیب ور بہر زیور ہو گیا معنی کے لحاظ سے یہ چھوٹا سا لفظ بہت وسعت رکھتا ہے۔ جواہرات، اسلحہ، سونے چاندی کی، اور معدنی چیزین۔ لباس وغیرہ اس مین شامل ہین مگر اب اس کا اطلاق صرف ایسی چیزون پر ہوتا ہے جن کو عورتین بناو سنگار و آرائش و زیبائش کے کام مین لائین۔

موجد | کا نام اور نشان اور زمانہ ایجاد بتانا بہت مشکل ہے تاہم قدیم تاریخون سے پتہ چلتا ہے کہ وحشی قومین عریانی کے زمانے مین بھی اسیطرح زیور کی مشتاق اور طالب نہین جیسی آج کل کی وحشی اور متمدن قومین۔ لہذا ایجاد واختراع کا بھاری سہرا انہین کے سر باندھا جا سکتا ہے۔

آجکل کی وحشی قومونین زیور کا رواج | شمالی امریکہ۔ جنوبی افریقہ۔ آسٹریلیا۔ اور ہندوستان مین جو وحشی اقوام آباد ہین اُن کے اسباب زینت اور زیور قدیم زمانے کے وحشیون سے بالکل مشابہ اور مطابق ہین۔ مثلاً گدنا گدوانے کا قدیم رواج آجکل بھی قریب قریب ہر جگہہ کے وحشیون مین موجود ہے۔ آسٹریلیا اور امریکا کے بعض مقامات مین نیلے رنگ کے بجاے سفید رنگ کے گدنے گودے جاتے ہین جسکے لئے راکھ استعمال کرتے ہین۔

تعجب ہے کہ متمدن قومون مین بھی یہ رواج کسی نہ کسی حیثیت سے ضرور پایا جاتا ہے گورون (انگریزی فوجی سپاھی) کی پنڈلیون یا کلائیون پر اکثر گدنے گدے ہوے

ہوتے ہین یہ نیلے نشانات، نقش و نگار، پھول بیل، یا کسی زبان کے حروف ہوتے ہین امریکہ کے وحشیون مین گلے مین پوت کی مالائین اور کانون مین لکڑی کے بالے پہننے کا کثرت سے رواج ہے اسیطرح ہندوستان کے بعض حصص کی وحشی اقوام مین عجیب وغریب اقسام کے زیور کا رواج ہے نتھ جو بہت موٹی ہوتی ہے اسقدر دور رکھتی ہے کہ جس مین گال اور کان سب چھپ جاتے ہین اور اس سے بھی متجاوز ہو جاتی ہے بلا مبالغہ فٹ بال کی گیند آسانی سے اُس مین سے نکل سکتی ہے۔

مسلمانون مین زیور کا رواج

عرب مسلمانون مین اگرچہ ایک حد تک زیور کا رواج رہا ہے جیسا خلخال (پازیب) اور دملج (بازوبند) وغیرہ سے صاف ظاہر ہے مگر بہت معمولی اور سیدھے سادھے پیمانہ پر تھا تضع اور تکلف کو دخل نہ تھا اور اس کی حیثیت بالکل کمتر تھی۔

ہندوستانی مسلمانون مین زیور کا کیونکر رواج ہوا

ہماری قوم مین اسقدر افراط اور بہتات سے زیورات کا رائج ہونا ہندؤن سے میل جول، خلا ملا، اختلاط ارتباط اور اُن کی ہزارہا سالہ فرسودہ تہذیب و تمدن کے اثر سے ہے۔ جہان اور بیشمار ہر قسم کے مراسم اور رواج ہندؤن کی بدولت ہم مین آ گئے ہین وہان یہ رسم بھی ہے الصحبت متاثرہ ہندو قومون مین جس کثرت سے زیور پہننے کا رواج تھا اور ہے وہ علاوہ مشاہدہ کی تواریخ، تصاویر، اور کتبہ جات سے بھی ثابت ہے۔ بلا تمیز مرد و عورت زیور کے استعمال کا عادی تھا آغاز فتوحات مین عرب، ترک، مغل، افغان، مسلمان فاتحون نے اپنے قومی رسم و رواج کی سیدھی سادھی حیثیت کو فوجی طاقت اور ممالک مفتوحہ کی طرح برقرار رکھی مگر رفتہ رفتہ کسی غیر محسوس جذب و کشش کی بدولت تمام خصوصیات بدلتی گئین۔ انسان کی طبیعت فطرتاً تتبع پیروی، اور تقلید کی عادی ہے۔ سوسائٹی فیشن اور تہذیب کی بنیاد بھی اسی پر ہے اور یہی وجہ ہے کہ اچھی بُری خصلت اور رسم و رواج

ایک فرد سے دوسرے فرد ایک گروہ سے دوسرے گروہ اور ایک قوم سے دوسری قوم مین منتقل ہوتی ہے۔

فی زمانہ ہندوستان کے مسلمانو مین زیور کا رواج

منجملہ اُن اسباب کے جو قوم کی اخلاقی اور مادی حالت کو پست کر رہی ہین اور ملکی ترقی کے سد راہ ہین ایک خواتین مین زیور پہننے کا شوق بھی ہے۔ اور جس بلائے بے درمان کی طرح اندھا دھند زیور کا رواج ہے وہ اپنی آپ نظیر ہے دنیا مین کسی جگہہ کے مسلمانون مین اس کثرت سے زیور نہین پہنا جاتا۔ کثرت کا یہ عالم ہے کہ زیورات کا محض نام لینے مین ہی دو منٹ صرف ہو جاتے ہین اور لکھو تو کتاب کی دو تین سطرین کالی ہو جاتی ہین۔ ہر طبقہ اور درجہ کی مستورات ناک کان ہاتھ پیر سر اور گردن مین مختلف قسم کا زیور پہنے بغیر اپنے کو عورت نہین سمجھتین گویا عورت اور زیور لازم و ملزوم ہین۔ جو مخدرات زیور نہین پہنتین وہ سوسائٹی سے عملاً خارج اور خوش نظری سے محروم مطلق کر دی جاتی ہین۔ نہ وہ قابل عزت و وقعت سمجھی جاتی ہین اور نہ ان کی شخصیت اور وجاہت خاطر مین لائی جاتی ہے

زمانہ بدلتا رہتا ہے اور اُسکے ساتھ اُس کی خصوصیات تبدیل ہوتی رہتی ہین۔ ایک زمانہ تھا جب ہندوستان کے مسلمانون کو دولت حکومت، فراغت سب کچھ حاصل تھا اس زمانے مین زیور کے رسم و رواج کی پابندی قوم پر بار خاطر نہین تھی مگر موجودہ انتہائی مفلسی اور فلاکت کی حالت مین قدامت پرستی اور اندھی تقلید کی مثال قائم رکھنا مناسب نہین ہے زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

اکثر خواتین ضروریات زندگی کو کم کر کے اور باوجود استطاعت و مقدرت معمولی طریقہ پر خرچ کرنے سے روپیہ بچا کے زیور گڑھایا کرتی ہین۔ رہنے کا مکان کرایہ کا ہو خورونوش کا انتظام معمولی ہو کم قیمت کپڑے کا لباس ہو ضروری کام بگڑ جائین

خاندانی ممبروں کی حق تلفی ہو مگر زیور بنوانے اور پہننے کی ہوس سے پیچھا نہین چھٹتا آٹھ پہر چونسٹھ گھڑی اسی دُھن مین لگی ہوئی ہین۔

مانگے کا زیور

مانگ کر زیور پہننے کا افسوس ناک رواج بھی کثرت سے ہے اس شرمناک طرز عمل سے اخلاقی خودداری کا جس بیدردی سے گلا کٹتا ہے وہ قوم کی مجموعی حالت پر ایک کارگر حربہ ہے۔ بُرا ہو افلاس و فلاکت کا جس کی وجہ سے اس نفرت کے قابل رسم کی داغ بیل پڑی۔ کسقدر غیرت کی بات ہے کہ کسی سے مانگ کر زیور پہنا جائے جب کوئی زیور گم جاتا ہے یا ٹوٹ جاتا ہے تو جو روحانی کوفت اور مالی نقصان ہوتا ہے وہ بہت درد انگیز ہے۔ زیور خود عارضی چیز ہے اور عاریت زیور گویا عارضی در عارضی ہوگیا بھلا ایسی چیز سے کیا عزت ہوسکتی ہے۔

زیور کے کیا کیا فوائد سمجھے جاتے ہین

(۱) اکثر اصحاب کا خیال ہے کہ روپیہ زیور کی صورت مین محفوظ ہو جاتا ہے۔ یہ رواجی عقیدہ جسقدر غلط ہے اُسپر کسی دلیل کی ضرورت نہین (الف) اصل یہ ہے کہ روپیہ زیور کی شکل اختیار کرکے بہت کم ہو جاتا ہے۔ اور یہ تجربہ کی ہوئی بات ہے کہ زیور خریدنے کے بعد ہی بیچو تو کم دام آئینگے اور کچھ زمانہ گذرنے کے بعد تو بہت ہی کم دام آتے ہین روپیہ تو گھسا ہوا بھی چل جاتا ہے مگر زیور کے دام بہت تھوڑے ملتے ہین کیونکہ زیور زیادہ دن کے استعمال سے گھس جاتا ہے۔ اُس کی خوشنمائی چمک بھڑک اور بناوٹ مین فرق آجاتا ہے۔ اور وزن بھی کم ہو جاتا ہے (ب) روپیہ بجائے زیور کسی مفید کام تجارت زراعت مین لگایا جائے یا کسی بنک مین جمع رکھا جائے یا کسی قسم کی جائداد خریدی جائے تو نہ صرف محفوظ رہیگا بلکہ روزافزون ترقی ہوتی رہے گی اور چوری کا دھڑکا اور کھٹکا بھی نہین رہے گا۔ زیور کی صورت مین روپیہ بیکار اور مردہ ہو جاتا ہے قوم ایک طرف کسی فرد واحد کو بھی منفعت نہین ہوتی۔ اور

برعکس نگرانی اور حفاظت کا مشکل کام سر پر آپڑتا ہے۔ زیور کو بکس مین مقفل رکھنے یا اعضائے جسم کو خاص وقت یا ہر دم پہنے سے جو نقصان پہونچتا ہے وہ محتاج بیان نہین۔ زیور کی وجہ سے عورتون اور بچون کی عزیز جانین خطرے مین رہتی ہین اور بہت جرائم محض زیور کی وجہ سے وقوع مین آتے ہین۔

خواجہ غلام الثقلین صاحب مرحوم نے اپنے رسالہ عصر جدید بابتہ مئی ۱۹۰۳ء مین ایک نامہ نگار کے مضمون پر یہ فٹ نوٹ لکھا ہے۔ ہمارے دوست معاف فرمائین زیور کپڑے سے بہتر ہو مگر نہایت لغو چیز ہے۔ سو کی جگہ دو برس مین ۵۰ رہجاتے ہین کیونکہ سونے چاندی کا بھاؤ ہمیشہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اور زیور زیادہ دن مین گھس جاتا ہے اگر کام سے لگائی جائین تو وہ سوا سو ہو جائین۔ ابھی ہفتہ بھر ہوا ہمارے ایک نہایت عزیز قریب کے یہان جو لیاقت مین مشہور ہین چوری ہو کر ساری عمر کی کمائی جو زیور کی شکل مین تھی جاتی رہی زیور کی جگہ روپیہ بنک مین ہوتا یا جائداد ہوتی تو یہ کیون ہوتا۔

(۲) دوسرے لوگونکا یہ بھی خیال ہے کہ زیور سے زیب و زینت ہوتی ہے اور خوب صورتی مین اضافہ ہوتا ہے مگر اس بات کے ماننے مین بہت کچھ تامل ہے تجربہ شاہد ہے کہ جب خوب صورت عورتین سر سے پاؤن تک زیور مین لدجاتی ہین تو انکا آفتاب حسن ماند پڑجاتا ہے اور بھونڈا اور بھدا پن نمایان ہونے لگتا ہے حسن ذاتی یا خوب صورتی قدرتی شے ہے اس مین انسانی دست کاری کا دخل بیجوڑ بات ہے سادگی اور حسن لازم و ملزوم چیزین ہین اور تمام قدرتی چیزون مین سادگی پائی جاتی ہے۔ ہے تکلف سے بری ہے حسن ذاتی۔ قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہے زیور پہنے سے بدصورت یا سیاہ فام خواتین ذرا بھی خوب صورت نہین معلوم ہوتین

بلکہ صورتی مین اضافہ ہو جاتا ہے۔ روحانی کمالات انسان کو حیوان پر فضیلت بخشتے ہین
محض زیور سے یہ بات حاصل نہین ہو سکتی۔

تاتاری مسلمانون مین زیور کا رواج

دنیا کی تمام مسلمان قومون مین تاتاری ہی ایک ایسی قوم ہے جن مین زیور کا رواج بالکل نہین چھلون اور انگوٹھیون کے سوا یہان کی عورتین کوئی زیور نہین پہنتین حتے کہ کان مین بندا تک نہین ہوتا یہان کی مستورات عام خاص ایک ہی رنگ مین رنگی ہوئی ہین اور باوجود مختلف تہذیبون کے مسلط ہونے کے عربی سادگی کو ابتک برقرار رکھے ہوے ہین کسی دوسری تہذیب کا ان مین دخل نہین پایا جاتا وہ اسی حالت مین خوش وخرم رہتی ہین۔

ہربرٹ اسپنسر کی رائے

یورپ کی متمدن اور مہذب قومون مین زیور کا رواج بہت کم ہو گیا ہے جو ترقی کرنے کا لازمی نتیجہ ہے مگر ان قومون کے مصلحون کو یہ حالت بھی ناپسند ہے وہ پوری طاقت سے ہر ممکن کوشش کرتے رہتے ہین کہ اسباب تجمل اور بھی کم ہو جائین یا فضول مراسم بالکل مٹ جائین جن کی بنا پر افراد کا روپیہ ضائع ہوتا ہے۔ چنانچہ ہربرٹ اسپنسر "تربیت" مین حسب ذیل لکھتا ہے۔

"انسان فطرتاً زیب وزینت بناؤ اور چناؤ کی طرف مائل ہے جس کی بنا پر وہ مفید کامون کو چھوڑ کر آرائش وزیبائش کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے زنجبار کے حبشی رنگون سے بدن کو رنگتے ہین گلے مین کوڑیون کا گلوبند پہنتے ہین مگر جسم کو گرمی سردی سے محفوظ نہین کرتے اور حیوانون کی طرح زندگی گزارتے ہین۔ مفید چیزون سے فائدہ نہین اٹھاتے اور موہوم زینت وجمال کی بے سود کوشش مین لگے رہتے ہین۔ ہم بھی باوجود تمدن معلومات، تہذیب وتربیت کے انہین کے قدم بہ قدم چل رہے ہین ہمارا لباس محافظ بدن اور رفاہ مزاج کا مانع نہین ہوتا بلکہ جو نظر کو بھلا معلوم ہوتا ہے

خوش رنگ ہوتا ہے ہم متعجب اور خوش ہو کر اُسے خرید کر پہن لیتے ہین
اور خیال کرتے ہین جمال اور تجمل دنیا کے بہترین لذائذ مین سے ہین۔

ہر عہد مین اس فضول رسم کی مخالفت اور اسکے مٹانے کی کوشش کسی نہ کسی تدبیر سے ہوتی رہی ہے اور باخبر اور سمجھدار اصحاب اس مضرت رسان رواج کے نابود کرنے کی فکر مین لگے رہتے ہین بہت سے ایسے اقوال ہین جو زیور کی مذمت مین بڑے بڑے فلاسفرون کی زبان قلم سے نکلے ہین جن کا اس موقع پر اعادہ تحصیل حاصل ہے صرف ایک روشن مقولہ ایک ہندو فلاسفر کا ذیل مین لکھا جاتا ہے۔

"جوشن، سونے کے کڑے چاند کی کرن، خوب صورت موتیون کا ہار
چند پھولون مین بسے رہنا اور بالون کا خوب سنوارنا آدمی کے لئے
خوبی زیبائش نہین صرف زبان کا زیور باعث آرائش اور افزائش
عزت ہو سکتا ہے کیونکہ یہ لازوال اور ہمیشہ قائم رہنے والا زیور ہے۔

محمد اسمٰعیل ہاتف

عہد طفولیت میں جسمانی حفظ صحت

جو شخص کہ بچون اور اون کے طریقون کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے اوسکو جو بات سب سے پہلے معلوم ہوتی ہے وہ اونکا ہر وقت حرکت کرنا ہے۔ اس کو جب چھوڑ دیا جاتا ہے تو معمولی صحت کا بچہ شاید ہی کبھی ساکن رہتا ہے بلکہ چھوٹا اور کمزور بچہ بھی ٹانگیں چلاتا ہی رہتا ہے۔ انکا جسم ہی نہیں بلکہ ان کا دماغ بھی ہر وقت تغیر کا متلاشی معلوم ہوتا ہے۔ البتہ صرف علالت کی حالت میں وہ ساکن اور خاموش ہو جاتے ہین۔ حرکت بچہ کی فطرت مین داخل ہے اور درحقیقت بچہ بغیر اسکے پوری نشو نما نہین پا سکتا۔ لیکن باوجود اسکے نرس (مان) ہر دم بچہ کو ساکن اور خاموش رکھنا چاہتی ہے۔ اگر بچہ کو تندرست اور مضبوط بنانا ہے تو اونکو جسطرح وہ چاہین پھرنے دینا چاہئے۔ اونکے کپڑے اور لبادے پہنانے مین کوئی ہرج نہین لیکن یہ لباس ایسا ہونا چاہئے کہ اونکو حرکت کرنے سے باز رکھے۔ ممکن ہے کہ میرے اس خیال سے بعض ماؤن کو نصیحت ہو لیکن میرے نزدیک لڑکیونکو لڑکون کا سا لباس پہنانا اور ان ہی کی طرح کھیل کود اور درختون پر چڑھنے دینا بہت برا ہے۔ چونکہ لباس کا تذکرہ آگیا اسلئے اس کا تھوڑا سا ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مین بہت زیادہ کپڑے پہنانے کے خلاف ہون۔ مثلاً موسم سرما مین لباس گرم مگر کم تعداد مین ہونا چاہئے۔

چونکہ بچے بہت جلد بڑھتے ہین اسلئے ماؤن کو چاہئے کہ لباس کا جلد جلد معائنہ کیا کرین تاکہ یہ معلوم ہوتا رہے کہ چھوٹا تو نہین ہو گیا۔ لباس کا ڈھیلا ہونا اچھا ہے کیونکہ جسم کو ترقی کرنے اور بڑھنے کا موقع ملتا ہے خصوصاً سینے پر

لباس کا تنگ ہونا بہت ہی مضرت رسان ہے -

بچے پہنے پھیپڑون کو پورے طور پر استعمال نہین کرتے اور اسلئے اونکا سینہ اور پھیپڑون پر جلد برا اثر ہو جاتا ہے صرف سینہ ہی کمزور نہین ہوتا بلکہ کافی نشو و نما نہ ہونے سے دماغ بھی کمزور ہو جاتا ہے -

منہ سے سانس لینا بہت نقصان دہ ہے ناک سے سانس لینے کی مشق روزانہ کرانا چاہیئے اور اسکا نفع بہت جلد اور آسانی سے معلوم ہو جائیگا جتنی تازہ ہوا ہم اندر لیجائینگے اوتنا ہی ہمارے اعضا مین نشو و نما پیدا ہوگی اور نزلہ اور سینہ کے امراض مین کم مبتلا ہون گے - علاوہ اچھی طرح سانس لینے کے تازہ ہوا کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اسلئے ہر موسم مین تمام کھڑکیان کھلی رہنا چاہئین خصوصًا بچون کے رہنا کا کمرہ بہت ہی ہوادار ہونا چاہیئے -

اونچی ایڑی کا جوتا کبھی نہ پہننا چاہیئے کیونکہ وہ جسم کے وزن کو قائم نہین رہنے دیتا -

بچون کو بھاری بوجھ نہ اوٹھانا چاہیئے اور اگر وزنی کتابین لیجانا پڑے تو پشت پر رکھکر لیجانا اچھا ہے -

کھانے کے بعد کم سے کم آدہ گھنٹہ سکون اور آرام ضرور کرنا چاہیئے - کمزور اور دبلے بچون کو کھانے سے پیشتر اور بعد چیت لٹانا چاہیئے - اکثر لڑکے اور لڑکیان یہ خیال کرکے کہ ورزش مفید چیز ہے بیماری کی حالت مین بھی لمبی چہل قدمی یا بائسکل کی سواری کرتے ہین یا کوئی کھیل کھیلتے ہین لیکن اونکو یہ بتا دینا چاہیئے کہ وقت پر اور اعتدال کے ساتھہ ہر کام اچھا ہوتا ہے کھیل وغیرہ بذات خود برے نہین لیکن اونکا اعتدال سے گذر جانا یا ناوقت

کہیلا جانا ضرور نقصان دیتا ہے۔ گو میں اس پرانے مقولہ کو مانتا ہوں کہ "جلد سونا اور جلد اٹھنا انسان کو تندرست اور امیر اور عقلمند بناتا ہے" لیکن میری رائے میں ناشتہ سے پہلے بچوں کو زیادہ کام نہیں کرنا چاہئے بچوں کی غذا سادہ اور مقررہ وقت پر ہونا چاہئے۔ میوہ بکثرت کہلانا مفید ہے اور بچوں کو سبز ترکاری کھانے پر بھی مائل کرنا چاہئے۔

بچوں کے ہر کام کا وقت مقرر کر دینا بہت اچھا ہے اونکو پارٹیوں وغیرہ میں زیادہ نہ لیجانا چاہئے۔ بے ضابطگی اور بے قاعدگی بچونکے لئے بہت مضر ہے۔

مدرسہ کی زندگی خود باضابطہ ہوتی ہے اور وہاں لکھنے پڑھنے کے ساتھ کہیل و ورزش کا بھی انتظام ہوتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ گھر کی زندگی اس سے کہیں اچھی اور آزاد ہوتی ہے اور اسلئے میں اوسکا مؤید ہوں کہ بچوں کو بہت چھوٹی عمر میں مدرسہ نہ بہیجنا چاہئے۔ مدرسہ میں امتحانات کی کامیابی کو ہمیشہ پہلا درجہ نہیں دینا چاہئے۔

بچوں کے لئے بہترین اسلحہ اور سامان جس کی مدد سے وہ آئندہ زندگی کی جد و جہد میں کامیاب ہو سکینگے تندرستی یعنی صحت دماغی و جسمانی ہے بس ہمکو اسکے حصول کی کوشش کرنا چاہئے اور یہ نہ فراموش کرنا چاہئے کہ بچہ کی حقیقی میراث مسرت ہے جسمیں ہنسی خوشی کہیل کود کا ہونا لازمی ہے۔

(ترجمہ)

عظمت آلہی زبیری
بی اے۔ (علیگ)

حسنات کا انتخاب

آزاد مرحوم "قدماے فارس کے اصول شرعی اور رسوم عرفی" کے بیان مین لکھتے ہین کہ

اس مہینہ (فروری) مین ۵ دن تک مردگیران کا جلسہ رہتا تھا اور اسے حافظ عورات سمجھتے تھے - ان دنون عورتون کو بڑے اختیار ہوجاتے تھے جو فرمائش کرین خاوند بجالائین لیکن باشوہر اور بےشوہر سب پاک دامن ہوتی تہین - کوئی خبث درمیان نہ ہوتا تھا - اسیمین ہندوستان کے سویمبر کا ڈھنگ ہوتا تھا - چنانچہ آپس کی رضامندی سے بعض جگہہ منگنیان بعض جگہہ شادیان ہوجاتی تہین - یہ قوم کا عام رواج تھا امیر غریب جاہل عالم کوئی اس سے باہر نہ تھا چنانچہ جو شادیان اس طرح ہوتی تہین وہ بڑی مبارک اور پسندیدہ گنی جاتی تہین گویا نسل اور ولادت کا فرشتہ ان سے خوش ہوتا تھا

(سخندان فارس)

یہ تو ایران کا حال تھا ہندوستان مین سویمبر کا جو ڈھنگ تھا وہ ذیل کی مثال سے بخوبی سمجھہ مین آجائیگا -

کسی زمانہ مین ایک بہت بڑا بادشاہ تھا اوسکی ایک بیٹی تہی جسکا نام "حسنات" تھا جب یہ لڑکی جوان ہوگئی تو بادشاہ نے ایک بہت بڑے جلسہ کا اعلان کیا اور تمام ملک کے شہزادون کو اس جلسہ کی دعوت دی اور اون کو لکھا کہ میری بیٹی "حسنات" جس شہزادے کو منتخب کریگی اوسکے ساتھہ اوس کا عقد کردیا جائیگا - اس جلسہ کی شرکت کے لئے دور دور سے

بڑے بڑے شہزادے آئے معینہ تاریخ کو بڑی شان و شوکت کا جلسہ منعقد ہوا تمام شہزادے خوب بن ٹھن کر کرسیوں پر بیٹھے سب کے آخر مین شہزادی "حسنات" زینت بخش محفل ہوئی اور جب وہ جلسہ کے بیچ مین ایک کرسی پر جا کر بیٹھ گئی تو تمام شہزادے بادشاہ سے اجازت لیکر باری باری سے اوس کے پاس آئے تمام قیمتی تحفہ و تحائف جو وہ اپنے ہمراہ لائے تھے پیش کئے اور شہزادی سے اپنے انتخاب کی درخواست کی لیکن شہزادی نے شکریہ کے ساتھ تحفے واپس اور انتخاب کی درخواست نامنظور کردی

سب سے آخر مین ایک سفید ریش بوڑھا آیا اوس نے بادشاہ سے کہا کہ میرا نام "زمان" ہے میرے تین بیٹے ہین انہین شہزادی کو پیش کرنا چاہتا ہون شاید وہ ان مین سے کسی کو انتخاب کریگی بادشاہ نے منظور کیا۔ اوس سفید ریش نے ایک زرہ پوش حسین نوجوان کو پیش کیا اور کہا "یہ میرا بڑا لڑکا ہے اس کا نام "ماضی" ہے۔ آپ ملاحظہ فرماتے ہین اس کا حسن جمال لاجواب ہے اور جسقدر اس کی عمر بڑھتی جاتی ہے اوسی قدر اس کے حسن و خوبصورتی مین چار چاند لگتے جاتے ہین۔ اسکی بہادری اور ناموری کے قصے مشہور ہین۔ شہزادی کو وہ بیش بہا تحفے پیش کرتا ہے جو اوس نے لڑائیون مین حاصل کئے ہین اس کی بیوی کل اسکے دشمنون پر حکومت کریگی"

شہزادی نے یہ تقریر سنکر گردن ہلادی اور حسین نوجوان واپس چلا گیا۔ اس کے بعد ایک بلند بالا اور چوڑی پیشانی والا جوان قریب آیا سفید ریش نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا "یہ میرا دوسرا بیٹا ہے اس کا نام "حال" ہے۔ اس نے اپنے علم سے تمام دنیا فتح کرلی تھی۔ زمین، پانی، اور ہوا اس کے خادم ہین۔ یہ شہزادی کو ایسے عجیب و غریب تحفے

پیش کرتا ہے جنہیں دیکھ کر عقل حیرت زدہ ہوتی ہے ۔ اس کی بیوی کل عناصر پر حکومت کریگی،، لیکن شہزادی نے انکار کر دیا آخر میں سب سے کم سن جوان دوڑتا ہوا آیا اور شہزادی کے سامنے دو زانو ہو کر کھڑا ہو گیا اور کہا اے شہزادی! میں ''مستقبل'' ہوں۔ میرے پاس بجز سچی امید کے کوئی تحفہ نہیں ہے جو نذر کر سکوں مجھے امید ہے کہ آپ اپنی نوازش و مہربانی سے میرے ساتھ شادی منظور فرمائیں گی،،

شہزادی نے محبت سے دونوں ہاتھ اوس کی طرف پھیلا دیئے اور کہا مجھے تمہارا ہی تو انتظار تھا۔

(محمد مہدی)

خانگی صنعت

عام مسلمانون کی اقتصادی حالت کے لحاظ سے اسوقت اہم ترین ضرورت قومی یہ ہے کہ غریب و متوسط خاندانون مین خانگی صنعت و حرفت کو ترقی دیجاوے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا تعلق صرف اقتصاد سے ہی نہین رہا بلکہ مسلمانون کی شرافت کا تحفظ اور مذہب کی حفاظت اسی مسئلہ کے حل کرنے پر منحصر رہگئی ہے۔

جن اصحاب کو شریف خاندانون کی تباہی و افلاس اور مصائب کا تجربہ ہے اور خصوصیت کے ساتھ ایسے قصبات مین جہان شریف مسلمان زیادہ آباد ہین ان کے غریب گھرون کی المناک حالت کا علم ہے اور جنہون نے مصیبت زدہ اور بیوہ عورتون کے درد انگیز واقعات سنے ہین اور ان کے بچون کی زرد چہرون اور لاغر جسمون کو دیکھا ہے وہ اندازہ کرسکتے ہین کہ ان کی مصیبت کس درجہ پر پہونچ گئی ہے اکثر قصبات مین بڑے بڑے شریف باپون کی بیٹیان دو دو تین تین وقت فاقہ سے گذارتی ہین سردی کے موسم مین لحاف و رضائی روئی کی مرزئی تک نہین ہوتی کہ ان کے سینہ کو ہی گرم رکھے بعض کو تاپنے کے لئے آگ بھی نہین ملتی پھر بھی یہ شرافت و قناعت کے مجسمے عزت و آبرو کے ساتھ صابر اور شاکر نظر آتی ہین ان مین ایسی بھی ہین جو چکیان پیسکر اُپلے تھاپ کر سلائیان اور محنت اور مزدوری کرکے گذارہ کرتی ہین اور جو کچھ ملجاتا ہے اس سے اپنا اور اپنے بچون کا پیٹ پالتی ہین بسا اوقات کئی کئی فاقے ہی گذرجاتے ہین ان کے بچون مین اکثر ایسے ذہین اور تیز ہوتے ہین کہ اگر ان کے لئے اسباب تعلیم مہیا ہوجائین تو وہ عزت سی زندگی بسر کرنے کے قابل ہوسکتے ہین ہمارے علم مین بہت سے نوجوان ہین جو اُن ہی

ماؤن کے بیٹے ہین جنھون نے ان کی محنت مزدوری سے تعلیم پائی بعض وظائف یا کسی عزیز کی مدد سے اعلیٰ تعلیم کے درجون تک پہونچے بعض ابتدائی اور درمیانی منزل تعلیم تک پہونچکر رہگئے مگر کچھہ نہ کچھہ کرنے کے قابل ہوگئے۔

لیکن ان مین بڑی تعداد جاہل نکمی اور آوارہ رہی اور بالآخر وہ معیار شرافت سے گرکر اجلاف کی زندگی بسر کرنے لگے۔

یہ وہ حقائق ہین جو ہر قصبہ مین نظر آتے ہین انکے لیے عمیق غور و مطالعہ کی ضرورت نہین ایک سرسری نظر کافی ہے۔

ایک درجہ ان لوگون کا ہے جو دس پندرہ سے چالیس پچاس روپیہ ماہانہ تک آمدنی رکھتے ہین لیکن انکا کنبہ وسیع ہے اور نہایت عسرت کے ساتھہ بسر ہوتی ہے اور اُنکی پہلے طبقہ سے کچھہ ہی حالت بہتر ہوتی ہے۔

ہم نے مثال کے لئے ایک اوسط درجہ کے شریف گھرانے کو سامنے رکھا ہے جہان تیس روپیہ مہینے کی آمدنی ہے گھر مین ایک خاوند ایک بیوی ایک بیٹا اور ایک مان ہے بیٹا مڈل مین تعلیم پاتا ہے کرایہ کا مکان ہے دس روپیہ مہینہ اس مین نکل جاتا ہے اب سوال یہ ہے کہ بیس روپیہ مین یہ کنبہ بسر کرسکتا ہے روز مرہ کے اخراجات کے علاوہ کپڑے اور بیماری کا خرچ کس طرح پورا ہوسکتا ہے؟ البتہ بعض لوگ اس سے کم آمدنی مین بھی نہایت اُجلا خرچ رکھتے ہین اچھا لباس پہنتے ہین تقریبات مین دل کھول کر صرف کرتے ہین مگر وہ ہماری بحث سے خارج ہین کیونکہ یہ اخراجات قطعی ناجائز کمائی رشوت وغبن چوری وغیرہ سے پورے ہوتے ہین اگر تمام خاندانون کا شمار کیا جاے تو نصف سے زائد خاندان ایسے نکلینگے جو روپیہ روز کی آمدنی بھی نہین رکھتے اور انکے گھر مین فی کس اگر ۲؍ یومیہ کی آمدنی کا اوسط بھی ہوجاے تو بہت غنیمت ہے۔ اسکے علاوہ جب ہم

زمانۂ علالت کی مصیبتون اور دوا و معالجہ سے محرومیون کو دیکھتے ہین اور بہت سی موتون کا ظاہری سبب دوا کے لئے چند پیسون کا میسر نہ ہونا پاتے ہین تو بدسے بدتر حالت نظر آتی ہے -

مسلمان عورتون مین محنت و ہمت کی استعداد فطری موجود ہے اور وہ ہی محنت و ہمت جو اس وقت چند آنے پائیون کی قیمت رکھتی ہے اگر مناسب انتظام کیا جاے اور اس قسم کی خانگی صنعت ان مین رائج ہو جو سہل العمل اور سہل الحصول ہو تو اسی محنت و ہمت سے وہ اپنی مصیبتون کو دور کر سکتی ہین -

خانگی صنعت کے جاری کرنے کے لئے یہ بہی ضروری نہین ہے کہ ایک بہت بڑے سلسلہ تنظیم کے ساتھ سوسائٹیان اور انجمنین قائم ہون امرا و اغنیاے ملک کی بارگاہون مین اپیلین کیجائین چندے جمع کئے جائین اور پہر انتظام شروع کیا جاے بلکہ اسوقت اسی قدر انتظام کافی ہو گا کہ اس کی طرف رہنمائی و رہبری کیجاے پرائیویٹ کوششون سے چند جگہ کچہ نمونے پیدا کر دیے جائین - اسکے لئے سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ ایک یا چند ماہرین و تجربہ کار اشخاص ایک ایسی اسکیم تیار کرین جس مین خانگی صنعتون کی تشریح ہو ان کے سامان اور مشینین اور آلات ملنے کے پتے اور قیمتین درج ہون ان کی نکاسی اور منڈیون کے مقامات تبلاے جائین اور یہ معلوم کرایا جاے کہ مختلف صنعتون مین اسقدر روزانہ آمدنی اور نفع ہو سکتا ہے اور کم سے کم اسقدر سرمایہ سے اتنے پیمانہ پر کام شروع ہو سکتا ہے اس اسکیم مین مشینون اور آلات سے کام لینے کا بہی تہوڑا بہت طریقہ بتایا جاے -

یہ تو ظاہر ہے کہ غریب و مفلس عورتین نہ مشینین خرید سکتی ہین اور نہ کوئی سرمایہ لگا سکتی ہین اور نہ چیزون کی نکاسی کا انتظام کر سکتی ہین تاہم ایک کثیر تعداد تہوڑی سرمایہ سے کام شروع کرنے کے قابل ہو جائے گی اور بہت سے آدمی جب ایسے

کاروبار مین نفع دیکھینگے تو تجارتی اصول پر انتظام کرلینگے ایسی صنعتین بھی ہین جس مین براے نام سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے اور معمولی حیثیت کے گھرون مین وہ بخوبی رائج ہوسکینگی۔ ایسی اسکیم تیار کرتے وقت سالویشن آرمی (مکتی فوج) اور مشنریون کے انسٹیٹیوشن اور کارخانون کو بھی بچشم خود ملاحظہ کرنا ہوگا تاکہ وہان معمولی اور چھوٹے کامون اور خانگی صنعتون کا عملی مشاہدہ بھی حاصل ہوجاے۔

البتہ ایسی اسکیم کے تیار کرانے اور شایع کرنے مین ایک بڑی رقم کی ضرورت ہوگی لیکن اسکے لئے گران قدر چندے، پُر درد تقریرین اور شہر بشہر دریوزہ گری لازمی نہین صرف آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس ایک سال کی اُن امدادون سے جو دربار بھوپال اور دربار حیدرآباد سے ملتی ہین ایسی اسکیم تیار کرا سکتی ہے اس سال حسن اتفاق سے کلکتہ مین اسی کانفرنس کا اجلاس ہے اور وہ اعیانِ اجلاس مین زیادہ حصہ اُن خاندانون کا ہے جو تجارت پیشہ ہین اور بڑے بڑے کارخانون کے مالک ہین۔

کلکتہ مین خانگی صنعتون کا تھوڑا بہت رواج بھی ہے اور مختلف اقوام کی عورتین اس کی بدولت گذارہ کرتی ہین اور انکی بنائی ہوئی چیزین بازارون مین بخوبی فروخت ہوتی ہین۔

غریب خاندانون اور قصبات مین جو حالتین پیدا ہوگئی ہین وہ دراصل قوم و مذہب کے لئے بڑا خطرہ ہین یہ تو مسلم ہے کہ ہماری قوم مین قدیم روایات اور قدیم عصبیت کا انحطاط ہورہا ہے اور جا بجا جو ولی ہش واقعات پیش آتے ہین وہ اسی انحطاط کا نتیجہ ہین لیکن ابھی ابتدائی منزل ہے اور خطرہ کا انسداد ممکن ہے ورنہ آئندہ ربع صدی مین جو حالت ہوجائیگی اُس کا تصور سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ ہم کو سب سے اہم خطرہ جو نظر آرہا ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ افلاس

اُم الجرائم ہے اسلئے اس کی ترقی سے بیکس و ناچار عورت کو تبدیل مذہب کا خیال پیدا ہوگا اور اگر قصبات مین یہ خیال پہیلا اور یقیناً پہیلیگا تو جو لوگ زندہ رہینگے وہ دیکھ لینگے کہ جوق جوق مسلمان عورتین اسلام کو خیرباد کہنے پر طیار ہو جائینگی آج بھی بہت سے ہندوستانی عیسائی خاندان ایسے ملینگے جنہون نے حقانیت کے لئے نہین بلکہ شکم پروری کے لئے تبدیل مذہب کیا ہے اور بلا شبہہ اس تبدیلی کے بعد وہ افلاس کی مصیبتون سے نکل گئے ہین۔

اڈیٹر

کانفرنس کا صیغہ تعلیم نسوان

(از اڈیٹر)

اس سال بھی حسب معمول کانفرنس کے اجلاسون کے ساتھ ۲۹ تاریخ کو شب کے وقت تعلیم نسوان کا اجلاس ہوا۔ نواب علی حسن خان صاحب (لکھنؤ) نے ایک عالمانہ خطبہ صدارت تیار کیا تھا جو مطبوعہ تھا۔ آنریری سکریٹری شیخ عبد اللہ صاحب کی رپورٹ بھی بہت مفصل تھی۔ تقریباً دو گھنٹہ تک اس صیغہ کا اجلاس رہا۔

ایک طرف تمام قوم مین اب تعلیم نسوان کا احساس ہے اور شائد ہی کوئی جگہ ہو جہان وہ تعلیم یافتہ ایسی باقی ہو کہ نسوان کا رواج نہو گیا ہو خواہ وہ کیسی ہی ابتدائی پیمانہ پر کیون نہو۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ جو توجہ اشاعت و تعمیم تعلیم کی طرف ہونی چاہئے اسکا عشر عشیر بھی نہین۔

ہماری تعلیمی کانفرنس ہماری تعلیمی مشکلون اور مسئلون کے حل کرنے کی جگہ ہوتی ہے جہان قوم کے قابل اور لائق اصحاب جمع ہو کر تبادلہ خیالات اور غور و مشورہ کرتے ہین۔ مگر تعلیم نسوان کے مسائل پر بحث کرنے کے لئے اول تو وقت ہی بہت کم دیا جاتا ہے اور پھر بجز سکریٹری کی رپورٹ پریسیڈنٹ کے خطبہ صدارت، اور چند معمولی رزولیوشنون کے جو عموماً بغیر بحث کے پاس کر دئے جاتے ہین اور کچھ نہین ہوتا۔

اس مرتبہ جسطرح اس شعبہ کا اجلاس منعقد ہوا وہ در اصل ایک ذلت کی یادگار اور ہماری قومی بے حسی کی تنفر انگیز مثال ہے۔ ۲۹ تاریخ کی سہ پہر کو پریسیڈنٹ نے اختتام کانفرنس کا اعلان کر دیا۔ حالانکہ اس صیغہ کا اجلاس

باقی تھا۔ شب کو ایک وعظ کا اعلان ہوا اور اس صیغہ کے اجلاس کی اطلاع بھی دی گئی۔ مگر اسی وقت ایک مہمان نواز تاجر کے یہان بہت بڑا ڈنر تھا۔ ٹھیک ۸ بجے اجلاس شروع ہوا۔ پنڈال مین ایک درجن آدمیون سے زیادہ نہ تھے جو اس صیغہ کی کارروائی مین حصہ لینے کی غرض سے آئے ہون۔ باقی جو سو سوا حاضرین تھے وہ ایک مولانا صاحب کے وعظ سننے کے اشتیاق مین تشریف لائے تھے اور کرسیون پر بیٹھے ہوئے اونگ رہے تھے۔ معزز صدر جلسہ کو حیرانی تھی کہ وہ ایڈریس جو بڑی محنت کے ساتھ تیار کیا گیا ہے۔ کسکو سنایا جائے سیکریٹری کو تحیر تھا کہ وہ اپنی رپورٹ کسکے سامنے پیش کرے۔ ہم بیٹھے ہوئے اسی افسوسناک منظر کو تماشا کر رہے تھے۔ مجبوراً سیکریٹری نے اپنی رپورٹ کے اقتباسات سنائے جن مین تعلیم نسوان کی ترغیب تھی جب کچھ مجمع ہو چلا تو معزز صدر نے اپنے ایڈریس کا ایک حصہ بادلِ ناخواستہ سُنایا اور غالباً ایسے جلسون کی یہ پہلی مثال ہو گی کہ خطبۂ صدارت کو آخر مین سُنایا جائے۔

متواتر کئی اجلاسون سے اس امر کا تجربہ ہو رہا ہے کہ شعبون کے اجلاس محض ایک نقل کی طرح سے ہوتے ہین۔ انجمن ترقی اُردو کے اجلاس مین بھی یہی حالت تھی۔ اور چونکہ ایک وعظ بھی ساتھ ساتھ تھا اسلئے حاضرین خطبۂ صدارت اور سیکریٹری کی رپورٹ کو بھی صبر کے ساتھ نہ سُن سکے۔

بہر حال یہ اجلاس اس طرح افسردگی اور اوداسی کے ساتھ ختم ہوا۔ اور ایک یادگار ذلت بنکر رہ گیا۔

طریق تعلیم نسوان کے متعلق اس وقت ہماری قوم مین ایک شدید اختلاف موجود ہے۔ ضرورت سے کسی کو انکار نہین لیکن ضرورت پوری کرنیکے وسائل مختلف فیہ ہین۔ اشاعت تعلیم کی کوششین بالکل محدود ہین اور

اتنی کم ہین کہ ان کا عدم وجود برابر ہے اسلئے ہمارے مکرم شیخ عبد اللہ صاحب کو
ایک خاص کانفرنس ان اصحاب کی کرنا چاہئے جو حقیقی طور پر تعلیم نسوان سے
دلچسپی رکھتے ہین۔

ایسی کانفرنس مین مختلف صوبون کے اصحاب جمع کئے جائین جو اپنے اپنے
صوبون کی تعلیم اور خیالات کے متعلق کافی معلومات رکھتے ہون۔

اس کانفرنس مین تبادلہ خیالات کرنے کے بعد ایک خاص طریقہ اشاعت
تعلیم کا قرار دینا چاہئے۔ اس وقت تک جو کچھ کارروائی ہے وہ صرف رپورٹ
خطبہ صدارت، چند رزولیوشنون اور علی گڈھ کے گرلس اسکول تک محدود ہے
عام اشاعت سے اسکو کوئی تعلق نہین ہے۔ ایسی کانفرنس کے لئے بہترین
موقع یہ ہوگا کہ لیڈیز کانفرنس کے ساتھ اسکو منعقد کیا جائے۔ اور جو مباحث
ہون اون مین خواتین کی راے بھی معلوم کی جائے۔ اور اس سے فائدہ اٹھایا
جائے۔ ورنہ موجودہ حالت ایک مضحکہ اور قومی کوششون کی ایک ذلت آمیز
تصویر سے زیادہ کوئی وقعت نہین رکھتی۔

صدر جلسہ نے اپنے خطبہ صدارت مین احساس تعلیم نسوان کا تذکرہ
عالم نسوانی مین قرآن نے جو انقلاب عظیم پیدا کیا اُس کا بیان کر کے عورت کے
حقوق اور درجہ پر بحث کی۔ خواتین اسلام کی مثالین بیان کین اور پھر طریقہ و نصاب
تعلیم اور آزادی نسوان پر حسب ذیل بحث فرمائی +

اگر بہ نظر غور و انصاف دیکھا جائے تو تعلیم نسوان مردون کے فوائد
اور قومی ترقی کے لحاظ سے بھی اُسی قدر بلکہ اُس سے زیادہ ضروری ہے
جسقدر خود عورتون کی اصلاح حال و مآل دینی و دنیوی کے لئے لازمی ہے
یہ تمام واقعات تعلیم نسوان کے فوائد اور اوسکی ضرورت کو پورے طور پر

ہر انسان کے نقش دل کرنے کو کافی ہین اور کوئی مسلمان تعلیم کا مخالف نہین ہوسکتا ہے۔ البتہ ما بہ الاختلاف اور ہماری غور و فکر و تدبیر کے لئے جو اہم مسائل رہ جاتے ہین وہ نوعیت تعلیم اور اسلامی تربیت کا فیصلہ ہے۔

حضرات! نوعیت تعلیم کے متعلق بعض نیک دل مقدس لوگون کا خیال ہے کہ عورتون کو صرف مذہبی تعلیم دینا کافی ہے انکو سرکاری دفترون مین ملازمت کرنی نہین ہے۔ بعض اصحاب کا خیال ہے کہ عورتون اور مردون کے مختلف فرائض زندگی کے لحاظ سے لڑکون اور لڑکیون کی تعلیم مین فرق ہونا چاہیئے۔ بعض حضرات فرماتے ہین کہ دونون کی تعلیم یکسان ہونی چاہئے کیونکہ قدرت نے عورت اور مرد کے قوائے عقلی مین کوئی کمی نہین کی ہے۔

حضرات! مین اسوقت عورت مرد کے قوائے عقلی پر بحث کرنا اور ان کا فرق دکھانا نہین چاہتا ہون تو اپنے خیال اور سمجھ کے مطابق جب افراد قوم کے مختلف اور مجموعی حالات پر نظر ڈالتا ہون تو مجھکو یہ رائین خواہ وہ بجائے خود کیسی ہی صحیح اور درست خیال کی جاتی ہون مگر افراط و تفریط سے خالی نظر نہین آتین۔ اکثر لوگ محض اپنے خاندانی حالات یا چند متعارف خاندانون کے حالات اور اپنے مذاق کو پیش نظر رکھکر رائے قائم کرلیا کرتے ہین۔ حالانکہ قوم ایک مجموعہ کا نام ہے جسمین غریب و امیر حاکم و محکوم تاجر و کاشتکار سب ہی قسم کے پیشہ ور خاندان شامل ہین اور سب کی حاجتین اور ضرورتین ایک دوسرے سے مختلف اور جدا جدا ہین پس ایسے مختلف الحال خاندانون کی مستورات کے لئے صرف ایک ہی قسم کی تعلیم کہان تک انکی کاروبار زندگی کی نظر سے مفید اور کارآمد ہوسکتی ہے

اور انکو کسی ایک نصاب کا پابند کرنا کیونکر اونکی حاجتون اور ضرورتون کو پورا کرسکتا ہے خصوصاً یونیورسٹی کے نصاب تعلیم کا بار عظیم مستورات پر ڈالنا ایک شدید ترین ظلم سے تعبیر کیا جاسکتا ہے کیا یونیورسٹیون کے نصاب کا بنیادی اصول اغراض حکومت پر مبنی نہین ہے؟ اور کیا طلبہ کے رجحان طبیعت اور ملک کی اصلی ضرورتون اور حقیقی حاجتون پر مبنی ہے؟ جب وہ بحالت موجودہ اپنے غیر مفید ہونے کے اعتبار سے مردون کے درد دل کی دوا نہین ہوسکتا تو اس سے مستورات کا کیا خاک مداوا ہوسکتا ہے۔

تعلیم نسوان کے متعلق میرا خیال ہے کہ اونکے فرائض زندگی کے لحاظ سے نصاب تعلیم مین بھی فرق ہونا لازمی اور ضروری ہے مگر عورت و مرد دونون کی قابلیت اور مذاق کے اعتبار سے اتنا عظیم فرق نہونا چاہئے جو کاروبار زندگی اور علمی دلچسپیون مین ایک کو دوسرے کی اعانت و مشورہ سے محروم کردے۔

میرے معزز دوست جناب شیخ عبد اللہ صاحب اور دیگر حضرات جنکے ہاتھ مین تعلیم نسوان کا براہ راست انتظام ہے۔ وہ مجکو معاف کرین اگر مین یہ التماس کرون کہ مروجہ نصاب ہائے تعلیم جو فی الحال مدارس نسوان مین زیر درس ہین وہ کسی طرح ان اہم مقاصد کے پورا کرنے کی اپنے اندر صلاحیت نہین رکھتے جو بزرگان قوم اور ہم سب کے مطمح نظر ہین سب سے پہلے مذہبی تعلیم پر غور کیجئے جو عام تعلیم کا جزو اعظم ہے اور تحصیل علم مین مردون اور عورتون دونون کے لئے لازمی اور مقدم چیز ہے۔ یہ سچ ہے کہ کوئی اسلامی درسگاہ اور مدارس نسوان ایسا نہین جہان دینیات کی تعلیم جاری نہو اور کتب دینیات کا ایک سلسلہ موجود نہو مگر مین اسپر بھی یہ ماننے کو تیار نہین ہون کہ یہ مذہبی تعلیم عورتون اور اونکے آیندہ و موجودہ ہونہار بچون کے حالات اور ضروریات کے لحاظ سے

کافی ہے اور اپنے نتائج کے اعتبار سے مذہب کا صحیح خیال و اذعان انکین پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ عام طور پر مذہبی تعلیم کا منشا صرف اسقدر سمجھا گیا ہے کہ طلباء کو ضروری مسائل نماز و روزہ اور جائز و ناجائز اشیا سے واقف کر دیا جاے حالانکہ ضرورت اور سخت ضرورت اسکی ہے کہ نصاب تعلیم مین مسائل نماز و روزہ وغیرہ کے ساتھ کفر و شرک نفاق و بدعات رسوم باطلہ اور اوہام فاسدہ کی خرابیان جو قوم مین عام طور پر پھیلی ہوئی ہین اور انکی بربادی کا قوی سبب ہین موثر طریقہ کے ساتھ بتائی جائین اور خواتین سلف کے واقعات سے اون پر روشنی ڈالی جاے وحدت فی الذات وحدت فی الصفات اور استحقاق عبادت الہی کا ذکر مختصر مگر وضاحت کے ساتھ دلنشین پیرایہ مین لکھا جاے تاکہ بچیان جو آیندہ مائین اور بیویان بننے والی ہین یہ سمجھ سکین کہ صرف وحدہ لاشریک لہ کی ایک ذات پاک ہی قابل پرستش ہے اور صرف اُسی کی سرکار لائق اطاعت ہے جس شخص کے دل مین محبت و خوف الہی گھر کر جاتا ہے وہ تمام معبودان باطل اور اصنام طلائی کی غلامی سے آزاد اور تمام جہان کے لوگون سے بیخوف ہو جاتا ہے۔ یہ ہی حقیقی اور سچی آزادی ہے جسکا نام حُریت اسلامی ہے یہ ہی وہ اصطباغ یعنی خدائی رنگ ہے کہ جہان ایک مرتبہ آدمی کی روح اور طبیعت پر چڑھ گیا پھر کبھی زائل نہین ہوتا صِبۡغَةَ اللّٰهِ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً نہ کوئی دوسرا رنگ اُس پر غالب آسکتا ہے۔ کیا یہ واقعہ نہین کہ ایک معمولی بوڑہی عورت نے حضور رسالت مآب صلعم کے جانشین اور ایک زبردست خلیفۂ اسلام حضرت عمرؓ کو علانیہ تخفیف مہر کے مسئلہ پر ٹوک دیا اور صاف طور پر انکی راے سے اختلاف کیا اور آپ نے یہ سنکر ارشاد فرمایا "ہذا العجوز افقہ من العمر" یہ بڑہیا عمرؓ سے بھی زیادہ فقیہ ہے

آزادی اسکا نام نہین ہے کہ خواہ مرد ہو یا عورت بے باک یا بے پردہ ہوکر قوانین اخلاق و انسانیت سے بے پروا ہو جائے۔ اور بزرگون کے ادب اور رضاجوئی کو بالاے طاق رکھکر بندۂ نفس بن جائے اور یورپ کی اندھی تقلید مین اوسکو برے بھلے کی بھی تمیز باقی نہ رہے ع کہ نفس ہیچ بشر خالی از خطا نہ بود ۞

نصاب تعلیم مین لازمی طور پر تاریخ اسلام بھی داخل ہونی چاہیے جس مین ازواج مطہرات بنات عالیات صحابیات مقدسہ کے حالات اور اسلاف کرام کی ایسے واقعات پر تاثیر بیان کے ساتھ درج کئے جاوین جو غیرت و حمیت دینی حقوق زوجین۔ سلیقہ مندی۔ قوت انتظامی مستحسن خودداری حب قومی و ملکی سادہ زندگی۔ کفایت شعاری اور حسن معاشرت کا سبق دین اور یہ اوصاف حسنہ انمین عملاً پیدا کرنے کے باعث ہون۔ تاکہ وہ فیشن پرستی فضول خرچی بیجا آزادی اور مخرب اخلاق و معاشرت طریقون کے زہرآلود ہلاکت آفرین اثر سے اپنے اور اپنے بچون کی حفاظت کرسکین اور اپنے کو اور اپنے بچون کو مفید ملک وملت بنا سکین۔ اس زمانہ کی عبرت انگیز بیجا آزادی پر نظر کرکے بے اختیار مجکو یہ آیت شریفہ یاد آجاتی ہے صدق اللہ تعالیٰ وَاِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيْرًا۔ جب ہمکو کسی قریہ کا ہلاک کرنا منظور ہوتا ہے تو ہم اُس کے خوش حال لوگون کو حکم دیتے ہین پھر وہ اس مین نافرمانیان کرنے لگتے ہین اور ہماری حجت اُن پر تمام ہو جاتی ہے پھر ہم اس بستی کو مار کر تباہ کر دیتے ہین۔

حضرات! مین بعض مربیان تعلیم کی تحریرون اور تقریرون مین فنون لطیفہ یعنی تعلیم موسیقی و تصویر کشی کا ذکر پڑھتا اور سنتا ہون جو لوازمات

عیش و تفریح کے غالب عنصر ہین مین اونکی ناقدری نہین کرتا مین اسوقت
اُنکے فائدہ اور نقصان کا موازنہ کرکے آپ کو دکھانا نہین چاہتا نہ شرعی
بحث چھیڑنا چاہتا ہون آپ خوشی سے مناظر قدرت کی تصویر کھینچنا اونکو
سکھایئے۔ خوش آوازی کے ساتھ قران مجید و اخلاقی و قومی نظمین پڑھنے
کی اُنکو تعلیم دیجیے مین صرف یہ گوشگذار کرنا چاہتا ہون کہ اُن شعبہای صنعت
و حرفت کی توسیع کی طرف زیادہ توجہ کیجیے جنکی تہ مین حصول دولت اور
قومی تمول کا راز مخفی ہے اور جنکو حاصل کرکے ایک قلیل زمانہ مین معمولی آدمی
ایک بڑا آدمی اور خوش حال یا دولتمند بن سکتا ہے۔ افسوس ہے کہ
حزب العمال یعنی پیشہ ور ادنی طبقہ کی طرف جو قومی ترقی کے جسم مین بمنزلہ
ریڑھ کی ہڈی کے ہین اسوقت تک حامیان تعلیم نے التفات نہین کیا ہے
یا بہت ہی کم کیا ہے میرا خیال تو مردون کی نسبت بھی یہی ہے کہ اگر موجودہ
تعلیم کے ساتھ ہی ساتھ شروع سے صحیح اصول پر صنعت و حرفت و تجارت کی تعلیم کا
بھی سرگرمی کے ساتھ انتظام کیا گیا ہوتا اور اسکو تمام ملک مین فروغ دینے
کی کوشش کی گئی ہوتی تو اب تک بہت سی مصیبتین اور دقتین دور ہو گئی ہوتین
اور جن مطالبات کا بلند آہنگی کے ساتھ آپ اعلان کیا کرتے ہین اُنمین سے
کم سے کم دس فیصدی بلا منت غیرے آپ باسانی حاصل کرلیتے اور
سیکڑون اور ہزارون روپیہ جو جلسون کے انعقاد اور آراستگی مین صرف
ہو جایا کرتا ہے۔ اور ہر سال ریلوے ڈپارٹمنٹ کی آمدنی مین بیش از
بیش اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔ اسمین ایک بڑی حد تک کمی ہو جاتی اور
اسی نسبت سے قومی و ملکی دولت مین زیادتی ہو جاتی۔ ضرورت ہے
کہ نصاب تعلیم مین صنعت و حرفت کا حصہ زیادہ کیا جائے اور اس کی

ترقی مین زیادہ کوشش کی جائے۔ تعلیم نسوان کے لئے ایک ضروری اور مقدم شرط یہ بھی ہے کہ جو نصاب تعلیم مرتب ہوا اردو مین ہو تاکہ مکمل تعلیم مادری زبان مین دی جاسکے اور انگریزی زبان بطور ضمنی زبان کے رکھی جائے۔

حضرات! آپکے سامنے عثمانیہ اردو یونیورسٹی کی عظیم الشان تحریک موجود ہے جو عالم اسلامی کی محسن اعظم اعلیٰ حضرت اقدس مظفر الملک والدین ہز اگزالٹڈ ہائنس حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے جانب سے ملک مین شائع ہوئی ہے۔ اعلیٰ حضرت کا یہ ایک ایسا جلیل القدر کارنامہ ہے جو بلاخوف مخالفت کہا جاسکتا ہے کہ اپنے منفعت کثیر اور قومی ضرورت کے لحاظ سے شاہان سلف کے کارنامون پر بھی سبقت لیگیا ہے ایک چشم حقیقت بین کے نزدیک درحقیقت قومی تعلیم کا فطری اور حقیقی واحد اصول یہی ہے جس کو منشور خسروی (چارٹر) نے اعلیٰ حضرت کے دستخط خاص سے مزین ہوکر ملک کا نمایان کردیا ہے۔ انشاءاللہ العزیز جس وقت یہ عظیم الشان کام باحسن وجوہ سرانجام پا جائیگا تو جسطرح وہ قوم کے مردون کو معراج ترقی پر پہونچانیکا ذریعہ ہوگا۔ اسی طرح وہ خواتین اسلام کے لئے خیر و برکت کا وسیلہ ثابت ہوگا حیدرآباد مین خدا کے فضل سے اب بھی تعلیم نسوان مین روز افزون ترقی ہو رہی ہے ابتدائی مدارس اور ٹریننگ اسکول کے قائم کرنے کی نسبت فرمان منظوری صادر ہوچکا ہے مدرسہ نسوان علی گڈہ کو پہلے سے اعلیٰ حضرت بلاسعی و سفارش ایک دائمی عطیہ مرحمت فرمارہے ہین۔

حضور سرکار عالیہ بھوپال دام اقبالہا بھی اپنے صدارتی ایڈریس مین دہلی کانفرنس کے موقع پر مادری زبان کی تعلیم کی طرف خاص طور پر ان الفاظ

ہین توجہ دلا چکی ہین کہ میرے خیال مین جب تک تعلیمی کتب کا سلسلہ اپنی مادری زبان مین نہو کسی قوم کی تعلیم کا مکمل ہونا مشکل ہے اور بالخصوص عورتون کو جنکی کم عمری مین شادی ہو جانیکا عام رواج ہے۔ غیر زبان مین باقاعدہ تکمیل تعلیم کرنا مشکل ترین امر ہے،،

حضرات! اب آخر مین اسلامی تربیت کے انتظام کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہون یہ آپ سب کو معلوم ہے کہ زمانہ برقی سرعت رفتار کے ساتھ بدل رہا ہے نظام سلطنت مین ایک عظیم سیاسی انقلاب ہونیوالا ہے جسکا اثر بہت کچھ وسیع اور پائدار ہوگا۔ جبری تعلیم کا بھی آغاز ہو گیا ہے گو ابھی تک مختصر رقبون مین مردون تک محدود ہے مگر وہ وقت دور نہین ہے جبکہ وہ مستورات کو بھی اپنے ظل حمایت مین لے لیگا۔ اگر آپکا نصاب تعلیم رفتار زمانہ کے مطابق مکمل اور حقیقی ضروریات مذہبی پر حاوی نہوگا اور اسلامی تربیت کا خاص طور سے انتظام تکمیل کو نہ پہونچے گا تو آپ کے پاس اسکی کیا ضمانت ہے کہ زمانہ کا وسعت پذیر اثر اور مشنری سوسائیٹیون کی روز افزون کوشش یہ دونون ملکر آپ کے گھرون کی چار دیواری کے اندر اپنا کوئی عمل و دخل نہ پیدا کرسکین گی۔ تربیت فی الحقیقت تعلیم پر بھی مقدم ہے بقول ایک یورپین فاضل کے "کسی شخص کے لئے یہ ضروری نہین کہ وہ عالم متبحر ہو یا دولتمند بلکہ یہ بھی ضروری [illegible] وہ تعلیم ہو مگر یہ لازم [illegible] کہ وہ با ایمان اور [illegible]

اسلام نے اپنے زمانہ عروج مین جن بے پناہ ہتھیارون سے دنیا کے قلوب کو مسخر کیا وہ اسی اسلامی تربیت و اخلاق کے کارخانہ مین ڈھالے گئے تھے۔ تلوار کی ضرب اور بندوق کی گولی تو بعض اوقات خالی بھی جاتی ہے۔ مگر یہ وہ بے پناہ اسلحہ ہین جنکا وار کبھی خالی نہین جاتا حضرت

عبد اللہ بن زبیرؓ نے عرصہ کارزار مین جب ہوا کا رخ پلٹا ہوا دیکھا اور غنیم کا ہر طرف غلبہ نظر آیا تو اُنھون نے اپنی والدہ محترمہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے جو جناب رسالت مآب صلعم کی سالی تھین مشورہ کیا کہ آپ کیا فرماتی ہین؟ مین ہتیار ڈالدون یا لڑکر مر جاؤن۔ آپ نے فرمایا کہ "اگر تم اپنے نزدیک حق پر ہو تو حق سے مُنھ پھیرنا کیسا اور اگر تم ناحق پر ہو تو تمنے جو کچھ کیا اوسکا وبال تمپر ہے،، اللہ اکبر جسکی مان ایسی تربیت یافتہ حق پرست راست باز اور مضبوط کیرکٹر کی ہو ظاہر ہے کہ اوسکا بیٹا کیسا ہوگا۔

حضرات! تربیت سے بڑھکر قوی الاثر اور پائدار اور دل مین سرایت کرنیوالی چیز نہ کوئی تعلیم مکتبی ہو سکتی ہے نہ کسی بڑے سے بڑی شخص کی نصیحت پیروی و نقل ہمیشہ مثال ہی کی کیجاتی ہے قول کی نہین کیجاتی حقیقی اور فطری تعلیم گاہ آغوش مادر ہے اور بچہ کی ابتدائی زندگی آئندہ زندگی کی تمہید ہے۔

پس ضرورت اور سخت ضرورت ہے کہ متعدد ٹریننگ اسکول کھولے جائین۔ ان مین صحیح اصول پر حقیقی اسلامی تربیت کا انتظام کیا جائے۔ اور وہ روشن دماغ دور اندیش اور اسلامی اوصاف سے متصف لوگون کی زیر نگرانی ہو۔ اور ان مین ایسی اُستانیان تیار کی جائین جو اپنی اسلامی عملی زندگی کا اثر اُن لڑکیون پر جو آیندہ بیویان اور مائین ہونیوالی ہین ڈال سکین منتظمان تعلیم نسوان کی خدمت مین میری گذارش ہے کہ وہ ہرگز اپنے مدارس نسوان کی فضیلت و کامیابی کو اسپر منحصر نہ سمجھین کہ امسال اتنی لڑکیون نے مڈل پاس کیا اور اتنی میٹرک کے امتحان مین کامیاب ہوئین۔ بلکہ وہ وجہ فضیلت اور اصلی کامیابی علمی اور عملی حیثیت سے اون مقاصد کی

تکمیل قرار دیں جو خود اونکا اور ہم سب کا نصب العین ہے ۔ بڑا امتحان تو یہ ہے کہ وہ اپنے خاندان اور قوم کی آزمائش مین پوری اوتریں اور اپنے فرائض زندگی کو حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیکر اپنی کامیابی کا ثبوت دیں ایسی ہی خواتین کے حالات کامل سند ہو سکتے ہین ۔ جنکا بلند آہنگی کے ساتھ ہر سالانہ رپورٹ مین اعلان ہونا چاہئے ۔ مین اس موقع پر اپنی دلی رنج کا اظہار کئے بغیر نہین رہ سکتا مجکو افسوس ہے کہ جلسون مین تقریرین اور سپیچین تو بہت کچھ ہوتی ہین ۔ صدارتی ایڈریس بھی دئے جاتے ہین مگر اون پر غور و عمل کرنے کی ہین کوئی مثال نہین پاتا ۔ دنیا کی کل باتون سے نہین چلتی ۔ بلکہ عمل سے چلتی ہے ۔ بہرحال خدا ہم سب کو توفیق رفیق عطا کرے ۔ و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین ؂

ایک خیر جاریہ

گذشتہ مہینے مین علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند جی ، سی ، آیس ، آئی ۔ جی ، سی ، آئی ، ای ۔ جی ، بی ، ای فرمان روائے بھوپال دام ملکہا نے "خیر جاریہ" کی ایک ایسی مثال قائم کی ہے جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے مسلمانون مین پہلی مثال ہے اور اس قابل ہے کہ دولتمند خواتین اسلام اوس کی پیروی کرین ۔

علیا حضرت نے یہ محسوس فرماکر کہ مسلمان بچے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے تاریخی حالات سے ناواقف رہتے ہین اور اون کو تعلیم مدارس کے سلسلہ مین ایسا کوئی موقع نہین ملتا کہ وہ کم سے کم اس ضروری و

مقدس تاریخ سے ہی واقفیت حاصل کرلین اس بنا پر علیا حضرت نے ایک خیر جاریہ کا سلسلہ قائم فرمایا جسکا اظہار حضور ممدوحہ کے ہی الفاظ مین بہت زیادہ دلنشین ہوگا۔ اس لئے ہم ذیل مین اس انتظام کی متعلق اُس شقہ مبارک کو درج کرتے ہین جو حضور ممدوحہ نے اپنے نورنظر فرزند اصغر نواب زادہ میجر حاجی محمد حمید اللہ خان صاحب بہادر بی اے (علیگ) کے نام تحریر فرمایا ہے۔

سعادت نشان نواب زادہ میجر حاجی محمد حمیداللہ خان صاحب بہادر بی، اے چیف سکریٹری دربار سلمہ اللہ تعالے

بعد دعوات فرایدحیات مطالعہ باد۔

۱۔ چونکہ ہر مسلمان طالب علم کو حضرت رسول اکرم خاتم النبین علیہ الصلواۃ والسلام کی سیرت مبارک اور اسلامی روایات و تاریخ سے واقفت ہونا نہایت ضروری ہے اور اردو مین ہماری نظر سے کوئی ایسی کتاب نہین گذری جو بطور نصاب اوقات تعلیم مذہبی مین پڑہائی جاسکے اور اوس مین تمام ضروری معلومات جمع ہون۔ اس لئے ہم نے شاہ بانو سلمہا کو ہدایت کی کہ وہ ایسا سلسلہ مرتب کرین۔ ہمارے دفتر سے اونکو مدد دی جاے۔ جو مسودہ تیار ہو وہ مستند اصحاب کو بغرض اصلاح دکھایا جاے۔ الحمدللہ کہ انھون نے ہماری ہدایت کے مطابق اس سلسلہ کی پہلی کتاب ذکر مبارک مرتب کی جو بہت پسند کی گئی اور بعض اسلامی مدارس نے اسکو بطور نصاب کے اپنے یہان جاری کرنا پسند کیا۔

۲۔ ایسی کتابون کی تیاری اور اونکی اشاعت و تعلیم ثواب و

ظل السلطان

رجسٹرڈ نمبر این ۱۶۷ | قیمت ۲ مع محصول ڈاک | مرتبہ محمد امین زبیری

جلد ۶ | ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۸

فہرست مضامین

مطبع سلطانی ریاست بھوپال مین باہتمام منشی محمد عبدالرحیم مہتمم مطابع ریاست طبع ہوکر دفتر سے شائع ہوا

کتبہ العاصی ... | (قیمت فی پرچہ ۴)

مقاصد و قواعد و ضوابط

(۱) اس رسالہ کا مقصد خواتین ہند مین اشاعت و ترویج تعلیم اور اونکے لئے مفید و کار آمد معلومات کا فراہم کرنا ہے سیاسی مضامین یا ایسی مضامین جو خلاف ادب و تہذیب ہون یا جس سے مذہبی منافرت و تعصب پیدا ہو یا ذاتیات پر مبنی ہون شائع نہین کئے جائین گے۔

(۲) یہ رسالہ ہر انگریزی مہینہ مین ایک مرتبہ ریاست بھوپال سے شائع ہوگا

(۳) قیمت سالانہ مع محصول ڈاک ہے ۲ اور ہر حالت مین پیشگی لیجاویگی۔

(۴) مضامین کے متعلق تمام خط و کتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر اور دیگر نامہ و پیام مہتمم کے نام ہونا چاہئے مگر زنانہ مراسلت مہتمم کی اہلیہ ظل السلطان کے نام سے بھیجا وے۔

(۵) تمام اصحاب و خواتین سے التماس ہے کہ خط و کتابت مین نام و پتہ صاف و خوشخط تحریر فرمائین مضمون نگار براہ مہربانی مضامین صاف خط مین ورق صفحہ کے ایک کالم پر تحریر فرمائین مضمون نگار خواتین کا نام اگر اجازت دیجائیگی تو ظاہر کیا جائیگا ورنہ نہین۔

(۶) بہترین مضمون نگار خواتین کو ہر سال ۱۷ ربیع الاول کو جو حضور سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال کی سالگرہ صدر نشینی کی تاریخ سعید ہے ایک تحفہ موسوم بہ سلطانیہ پرائز دیا جائیگا مضمون کا انتخاب ایڈیٹر کلب کی منتخبہ کمیٹی کریگی۔

اعلی مضامین پر فی صفحہ ظل السلطان ۸ سے لیکر ۱۲ تک اجرت دیجائیگی اور مضامین اجرتی کا فیصلہ ایک کمیٹی کریگی جو نہایت قابل اصحاب سے مرکب ہے ان طالبات مدارس اناث کے لئے جو ظل السلطان مین بہ تصدیق لیڈی سپرنٹنڈنٹ یا معلمہ اول مضامین لکھکر بھیجین تین انعام ۱۰ ، ۵ ، ۲ کے مقرر ہین جو سالانہ تقسیم ہونگے۔

(۷) اگر رسالہ کا کوئی نمبر نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے دس دن کے اندر طلب فرمائین اسکے بعد تعمیل ناممکن ہے۔

ظل السلطان

پرنسس آف ویلز لیڈیز کلب بھوپال کا ایک قابل یادگار جلسہ

۲ جنوری کو بھوپال کے مشہور لیڈیز کلب مین ایک نہایت شاندار جلسہ منعقد ہوا جسمین بھوپال کی تمام معزز منتخب خواتین جن مین مسلمان، ہندو، پارسی، اور عیسائی سب شامل تھین مسز ڈیوس (اہلیہ پولٹیکل ایجنٹ) اور دوسری یورپین لیڈیز بھی مدعو تھین جب کلب کا وسیع ہال تمام خواتین سے معمور ہو گیا تو علیا جناب میمونہ سلطان شاہ بانو صاحبہ نے فتح برطانیہ پر تہنیت و مبارکباد کے رزولیوشن پیش کرنے سے جلسہ کا آغاز کیا۔ اس رزولیوشن کی جناب آبرو بیگم صاحبہ سکریٹری کلب نے تائید کی۔

اس کارروائی کے بعد علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند جی سی ایس آئی۔ جی سی آئی ای۔ جی بی ای۔ فرمان روائے بھوپال دام اقبالہا نے تربیت مادری کی ضرورت پر ایک نہایت اہم تقریر ارشاد فرمائی۔

جب علیا حضرت اپنی تقریر ختم فرما چکین تو سکریٹری صاحبہ کلب نے ایک نہایت پرجوش تقریر مین علیا حضرت کا شکریہ ادا کیا جلسہ ختم ہونے کے بعد علیا حضرت کے حکم سے اردو، ہندی، اور انگریزی کی متعدد کتابون کے سیٹ تقسیم کئے گئے۔ یہ کتابین علیا حضرت اور علیا جناب میمونہ سلطان شاہ بانو صاحبہ کی تصنیف و تالیف تھین۔ اس کارروائی کے بعد تمام خواتین گارڈن پارٹی مین شریک ہوئین اور تقریباً چار گھنٹہ کے بعد یہ جلسہ ختم ہوا۔

اب ہم ذیل مین اُن تمام تقریرون کو سلسلہ بسلسلہ درج کرتے ہین۔

اڈیٹر

تقریر علیا جناب میمونہ سلطان شاہ بانو بیگم صاحبہ مع رزولیوشن

مین حضور عالیہ کی اجازت اور خواتین کلب کی دلی خواہش سے آج کے جلسہ کی کارروائی ایک نہایت اہم رزولیوشن سے شروع کرتی ہون جس کی نسبت مجھے یقین ہے کہ یہ مجمع جس مین تمام مذہب و ملت کی چیدہ خواتین موجود ہین بڑے جوش و مسرت سے تائید کرے گا۔

خواتین ۱۹۱۴ء سے یورپ مین جو سخت جنگ جاری تھی اوسکی مصیبتین اور تباہیان ہم سب کو اچھی طرح معلوم ہین اور اب اُن کا اعادہ ایک تکلیف دہ کام ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ سلطنت برطانیہ اور اسکے اتحادیون کی کامیابی اور فتح مندی کے ساتھ انجام پذیر ہوئی اور اس نتیجہ پر ہم سب کو جس قدر خوشی اور ناز ہو بجا ہے۔

اس جنگ کی یہ خصوصیت ہمیشہ یادگار رہیگی کہ ہماری انگلستانی بہنون نے جن مین ہر مرتبہ اور درجہ کی خواتین شریک ہین اپنی گوناگون امدادون سے اس لڑائی کو کامیابی کی منزل تک پہنچایا ہے اور صنف ضعیف کی محنت اور ہمدردیون نے اس شدید ترین جنگ کی فتح عظیم مین نمایان حصہ لیا ہے اس جنگ مین جسطرح ہندوستانی سپاہیون نے اپنی بہادری و وفاداری کے جوہر ظاہر کئے ہین اسیطرح ہندوستان کی عورتون نے بھی لڑائی کے مختلف چندون اور خصوصاً زخمیون کی امدادون اور کامون مین شرکت کرکے اپنی شریفانہ جذبات ہمدردی و وفاداری کو ظاہر کیا ہے۔

ہمارے کلب نے بھی مختلف طریقون سے اپنی امکانی امداد و خدمت پیش کی ہے پس ایسے وقت اور ایسے موقع پر کہ ہمارے سب کے دلون کو خاتمہ جنگ اور فتح برطانیہ نے مسرتون سے معمور کردیا ہے اور ہمارے کلب کا یہ عظیم مجمع ہے مین یہ رزولیوشن پیش کرتی ہون۔

رزولیوشن

پرنسس آف ویلز لیڈیز کلب بھوپال کا یہ جلسہ ملک معظم قیصر ہند اور ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کی بارگاہ مین اپنی مخلصانہ وفاداری کے ساتھ اس فتح عظمےٰ پر تہنیت و تبریک پیش کرتا ہے اور اپنی انگلستانی بہنون کی اُس اولی العزمی اور ہمت پر جو انھون نے اس جنگ مین نمایان کی ہے داد دیتے ہوے مبارکباد کہتا ہے۔

تقریر

علیاحضرت جناب نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند

جی، سی، ایس، آئی، جی، سی، آئی، ای و جی، بی، ای دام ملکہا واقبالہا

بجلسہ لیڈیز کلب بھوپال

منعقدہ ۵-۶ر جنوری سنہ ۱۹۱۹ء

خواتین! گذشتہ ۹ سال مین جب سے کہ آپکا کلب قائم ہوا ہے اگرچہ ذہنی و دماغی شگفتگی اور تفریح و دلچسپی کے اسباب اس مین فراہم کئے گئے علمی مشاغل کا بھی سلسلہ قائم ہوا لیکن ان سب امور مین وہ دلچسپی جو ممبرون کو ہونی چاہئے بہت ہی کم نظر آتی ہے۔

کلب کی رفتار ترقی ایسے اندازہ سی قائم ہو گئی ہے جو میری خیال کے مطابق کامیابی و ناکامیابی کے درمیان ہی مگر مین اس حالت کو بے حسی یا بے توجہی کا سبب نہین جانتی کیونکہ مین واقف ہون کہ آپ سب کو اپنے گھرون کے اندر بچون اور خاوندون کے بھی بہت سے کام ہین اور بہت سی خانہ داری کی ضرورتین ایسی ہین جنکی پوری ذمہ داری آپ پر ہی اور آپکے کلب کی سیکریٹری میرے سامنے آپکی مجبوریان ہمیشہ ظاہر کرتی رہتی ہین اور

اسمین شک نہین کہ یہ ذمہ داری اور یہ کام جسکی وجہ سے آپ کلب کی پوری حاضری سے
معذور رہتی ہین بیڈمنٹن، کروکے، اور ٹینس وغیرہ سے بدرجہا مفید اور ضروری ہی کیونکہ
عورت کا مقدم کام وہی ہے لیکن آپکے کلب کا مقصد صرف تفریح اور دلچسپی ہی
نہین ہی بلکہ اسمین اور بھی بہت سے مقصد پیش نظر ہین جنکا واسطہ اُن ہی باتون سے
ہے جن سے گھرون کے اندر خوشی و مسرت حاصل ہوتی ہے۔ بچون کی عمدہ
پرورش اور تربیت مین مدد ملتی ہے اور گھر کی رونق ہوجاتی ہے اور اسطرح
نسوانی خوبیان جلا پا جاتی ہین اور چمک اوٹھتی ہین مثلاً دستکاری و صنعت کا
سیکھنا بجائے خود گھر کی ضرورت اور گھر کا مشغلہ ہے۔ جس سے سلیقہ معلوم
ہونے کے علاوہ بہت سی چیزون کی خریداری مین بھی کفایت ہوتی ہے
چونکہ آپ کا رجحان ایسے امور کی طرف زیادہ ہے اسی وجہ سے آپکے کلب مین خاص طور پر
یہ التزام بھی رکھا گیا ہے کہ ان امور پر لکچر ہوتے رہین تاکہ آپ کو نئی نئی
معلومات حاصل ہون۔ حفظان صحت اور صفائی کے لیکچر آپ کی معلومات
بڑہائین اور ان سے آپ اپنے گھرون کو صاف رکھکر اپنے بچون کو
بہت سی اُن بیماریون سے جو محض ان باتون کے نہ جاننے سی پیدا

ہوتی ہین محفوظ رکھ سکین۔

عموماً مسلمان عورتون کی مذہبی تعلیم بھی بہت معمولی ہوتی ھے اس لئے
ان کو مذہب کے متعلق احکام جاننے کی اور بھی زیادہ ضرورت ھے لیکن
گھر بار والی بیبیان کتابی تعلیم کا وقت نہین نکال سکتین پس ان کے لئے
یہی بڑا ذریعہ ھے کہ وہ ایسی تقریرون سے فائدہ اُٹھائین اور اِسی لئے وعظ
کا طریقہ نکالا گیا تھا اور جیسا کہ آپ کو خود علم ھے کہ سنہ ۱۹۱۷ء مین اسی خیال سے
مین نے مذہبی لکچرون کا ایک سلسلہ جاری کیا تھا اور مین خود ہر ہفتہ آپ کے سامنے ایک
تقریر کرتی رہتی تھی اور ان ہی تقریرون کا مجموعہ بالآخر ایک کتاب "سبیل الجنان"
کی صورت مین تیار ہو گیا، جو سال گذشتہ سے آپ کے مطالعہ مین بھی ھے،
اور انشاء اللہ تعالیٰ ان مذہبی تقریرون کا سلسلہ پھر جاری کیا جاے گا۔

پس ایسے کامون مین جنکا تعلق مذہب گھر، حفظان صحت اور تربیت
سے ہو اُسمین تو پوری دلچسپی لینی چاہئے۔

مجھ سے بعض خواتین نے سواری نہ ہونے کی وجہ سے بھی مجبوری کا
اظہار کیا ہے۔ سب کے لئے تو نہین لیکن بعض کے لئے یہ مجبوری بالکل صحیح ہے

اس لئے مین نے سواری کا انتظام کر دیا ہے اور کلب کے لئے دو گاڑیان خرید کر مخصوص کر دی گئی ہین جس سے یہ عذر رفع ہو جائے گا۔

خوانین! دنیا مین اولاد بڑی نعمت ھے اور ہم عورتین اولاد کے لئے جتنا ایثار کرتی ہین اس کے تو کہنے کی ضرورت ہی نہین ہماری تمام خوشیان اور مسرتین اون کی ذات سے وابستہ ہو جاتی ہین لیکن اس کے باوجود بھی ہم سے محض تعلیم اور معلومات نہ ہونے کی وجہ سے جس طرح کہ چاہئے نہ تو اون کی پرورش ہو سکتی ھے اور نہ تربیت اور محض اس وجہ سے ہم کو اکثر تکلیفون اور بے چینیون کا سابقہ ہوتا رہتا ھے ہر مان کی یہ آرزو ہوتی ھے کہ اوس کے بچے تندرست اور عمدہ اخلاق سے آراستہ ہون لیکن پھر بھی وہ اس آرزو کے پورا ہونے کے اسباب نہ تلاش کرے تو کس قدر نادانی کی بات ھے اور کس کا قصور ہے مگر آپ کو ایسے اسباب تلاش کرنے کے لئے خاص انتظام اور دور جانے اور روپیہ صرف کرنے کی ضرورت نہین صرف اتنی ضرورت ھے کہ ہفتہ مین دو دن تھوڑا سا وقت اس کے لئے صرف کیا جائے

چونکہ اس سے پہلے جو ایمبولینس کلاس قائم ہوا تھا اور اوس مین آپ نے نہایت دلچسپی ظاہر کی تو اوسی وقت سے مجھے خیال ہوا کہ ایک ایسا سلسلہ قائم کیا جاے جس مین بذریعہ تقریرون اور لکچرون کے ماؤن کو بچون کی پرورش کرنے کے طریقے بتاے جائین - مین ایسے کلاس قائم کرنے پر عرصہ سے غور کر رہی تھی اور مین نے اس مسئلہ پر بہت سے قابل لوگون سے مشورہ کیا اور ایک سال ہوا کہ لیڈی چیمسفورڈ سے بھی اس کا تذکرہ ہوا تھا اُنھون نے بھی اس کو بہت پسند کیا تھا کیونکہ ہندوستان جیسے ملک مین جہان عورتون کی تعلیم اس قدر کم ہو اور حفظان صحت کے اصول جاننے کی سخت ضرورت ہو وہان تو ہر قصبہ اور شہر حتیٰ کہ گاؤن تک مین بھی ایسا انتظام زندگی کی ضرورتون مین داخل ہے -

مین نے اس کلاس کی لکچرون کا ذمہ دار لیڈی ڈاکٹر اور بلقیسیہ و سلطانیہ اور وکٹوریہ اسکول کی ٹیچرون اور نیز مینوسپل کی نرسون کو قرار دیا ہے جو وقتاً فوقتاً اور باری باری سے آپ کے لئے لکچر تیار کر کے لایا کرین گی اور چونکہ یہ سب اردو بھی جانتی ہین اسلئے

عمدگی کے ساتھ تمام باتین ذہن نشین کر سکین گی اور پھر یہ لکچر ایک کتابی صورت مین شائع ہو جایا کرین گے۔

مجھے امید ہے کہ وہ مائین جو اپنے بچون کے ساتھ سچی محبت رکھتی ہین ضرور اس انتظام سے فائدہ اُٹھائین گی اور اگر یہ انتظام کامیابی کے ساتھ قائم رہا تو رفتہ رفتہ دوسری جگہہ بھی اس کی پیروی کی جاے گی اور کیا عجب ہے کہ اس کامیابی کو دیکھکر وسط ہند مین یہ تحریک پھیل جاے، اس طرح اس نیکی کی برکت اور عزت بھی سب سے پہلے آپ ہی کو حاصل ہوگی،

مجھے امید ہے کہ جو خواتین ان لکچرون مین شامل ہون گی وہ رجسٹر مین اپنا نام درج کرا دین گی اور جب کہ سواری کا انتظام بھی کلب کی طرف سے ہو گیا ہے تو بغیر سخت مجبوری کے کبھی غیر حاضر نہ ہون گی۔

علاوہ مذہبی تقریرون کے تربیت اولاد اور اخلاق کے متعلق پورے التزام کے ساتھ تو نہین لیکن کبھی کبھی مین خود تقریرین

کرنے کی ذمہ داری کرتی ہون اور میمونہ سلطان سلمہا بھی اس فرض و خدمت کے ادا کرنے کے لئے تیار ہین نیز آپ کی سکریٹری کلب اور اُن کی ہمشیرہ بھی اس مین حصہ لینے کو آمادہ ہین -

یہ تو آپ کے کلب کا معمول ہی ہو رہا ہے کہ جو ممبر تعلیم یافتہ ہین وہ کچھ نہ کچھ مفید تقاریر کرتی رہتی ہین لیکن کمی اگر ہے تو پابندی کی. اگر پابندی رہتی تو اسوقت تک کلب ہی کی تقاریر سے چند کتابین ایسی طبع ہو جاتین جو دوسری ہندوستانی بہنون کے واسطے نہایت مفید ہوتین اور بہت ہی عمدہ معلومات بڑھاتین مگر پھر بھی خدا کا شکر ہے کہ یہ کلب کچھ نہ کچھ مفید کام کرتا ہی رہتا ہے اور جب مین ان کلبون کی حالت کو جو اسی مقصد سے اور جگہ بھی قائم ہین سنتی ہون اور اس کا مقابلہ کرتی ہون تو یہان کی حالت غنیمت نظر آتی ہے کہ اگرچہ عدیم الفرصتی کے سبب سے سب ممبر خواتین مسلسل طور پر جمع نہین ہوتین مگر پندرہ بیس ہمیشہ آتی رہتی ہین اور سال مین دس پانچ موقعون پر تو تقریباً سب ہی جمع ہو جاتی ہین -

خواتین! اس وقت ہمارے کلب مین (۸۲) ممبر ہین اور دو چار کے سوا ماشاء اللہ سب ہی صاحب اولاد ہین۔ لہذا آئندہ ہفتہ مین ایک تاریخ مقرر کی جاے۔ جس مین وہ بچے جن کی تین برس سے سات برس تک کی عمر ہو کلب مین مع اپنی ماؤن کے جمع ہون اور اُن بچون مین جس بچے کی صحت سب سے اچھی ہو اور جس کا لباس سب سے اچھا خوش وضع مگر سادہ ہو اُن کو انعام دیا جاے آپ کو خود ان بچون کی نمائش سے یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ تربیت مادری کے کلاس کی کیسی سخت ضرورت ہے۔

خواتین! عورت کے کامون مین سوئی کا کام بھی بہت وقعت اور قیمت رکھتا ہے معمولی طور سے سینا پرونا تو سب ہی سیکھ لیتے ہین۔ لیکن سلیقہ، نفاست اور جدت بھی ایک چیز ہے۔ مثلاً آپ اپنے بچے کے لئے ایک تکئے کا غلاف بناتی ہین اور اسکو معمولی طور پر سی دیتی ہین لیکن اس کے اوپر ذرا سی بیل یا چھوٹا سا پھول بنا دین تو اس سے سلیقہ شعاری ظاہر ہو گی۔

یوں تو غالباً آپ کے کلب میں کوئی ممبر ایسی نہوں گی جو سینے پرونے سے ناواقف ہوں لیکن سوزن کاری جاننے کے لئے بھی کچھ تھوڑی سی محنت تھوڑے سے وقت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ اور یہ کام بآسانی سیکھنے کے لئے ایک کتاب موسومہ نٹنگ اُردو میں بھی طبع کرائی گئی ہے جو الہ آباد و پنجاب کے ٹیکسٹ بُک کمیٹی نے نصاب تعلیم نسوان میں بھی شامل کردی ہے اسی طرح معیشت و معاشرت اور دوسری کتابیں تربیت اولاد و انتظام خانہ داری وغیرہ کے لکھی ہیں جو خاص خواتین کے فائدے کے لئے تالیف کی ہیں لیکن میں دیکھتی ہوں کہ ہر خاتون اون سے مستفید ہونے کی استعداد نہیں رکھتی اس لئے یہ سلسلہ تقاریر شروع کیا گیا ہے اور اُن خواتین سے جو لیکچرار قرار پائی ہیں اور نیز مسز بخش پرسنل سکریٹری اور میمونہ سلطان شاہ بانو بیگم سلمہا سے امید ہے کہ وہ آپ سب کو خصوصاً اور نوعمر عورتوں کو وقتاً فوقتاً ایسی کام سکھاتی رہیں گی۔

خواتین! مجھے امید ہے کہ ضرور آپکے دل میری ہمدردانہ تقریر کا

اثر قبول کرین گے۔ یہ جو کچھ ہے صرف آپ کے اور آپ کی اولاد ہی کے فائدہ کے لئے ہے۔ اور جملہ خواتین سے توقع ہے کہ اس کلاس سے جو آپ کے کلب کی ایک شاخ ہے اور جس کا اس وقت افتتاح کیا جا رہا ہے زیادہ تر دلچسپی کا اظہار کرین گی۔

اب ہم کو اس دعا پر جلسہ کو ختم کرنا چاہئیے کہ خدا ہمارے کامون مین برکت دے اور ہماری کوششین مشکور فرمائے۔ آمین

تقریر

آبرو بیگم صاحبہ آنریری سکرٹری لیڈیز کلب

بہ شکریہ

حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا

بہ جلسہ لیڈیز کلب منعقدہ ۶ر جنوری ۱۹۱۶ء

حضور عالیہ!

مین نہایت ادب کے ساتھ حاضرین وممبر خواتین کلب کی طرف سے استدعا کرتی ہون کہ مجھے اس وقت کچھ عرض کرنے کی اجازت دیجائے مین اگر اون اصلی خیالات اور حقیقی جذبات کو ظاہر کرنا چاہون جو نہ صرف حاضرین کے دلون مین موج زن ہین بلکہ جہان تک کہ میرا علم ہے اور جس حد تک کہ ہماری سب کی معلومات ہین تمام نسوانی دنیا مین یکسان طور پر موجود ہین تو ناممکن ہے کہ وہ زبان یا قلم سے ادا ہو سکین اس لئے اگر ہم سے اون کے اظہار کا حق ادا نہین ہو سکتا تو ہم معذور سمجھے جا سکتے ہین۔

حضور عالیہ ! یہ شاعرانہ بلاغت نہین ہے بلکہ سورج کی طرح چمکنے والی
ایک حقیقت اور واقعیت ہے کہ خداوند عالم نے حضور عالیہ کو
ایک ایسا مقدس اور باحوصلہ دل عطا فرمایا ہے کہ وہ عام نیکیون اور
خاص کر ہماری ضعیف جنس کی ہمدردیون کا ایک شیرین چشمہ بن گیا ہے
اور ہم اس کے برکات سے ہر روز فیضیاب ہوتے رہتے ہین۔

ہمارے پاس گذشتہ ہفتہ مین ایک نئی کتاب "بیگمات بھوپال"
آئی ہے جو ریاست بھوپال کی تمام گذشتہ بیگمات کے کارنامون کا ایک
مکمل مرقع ہے اور جس کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جن بیگمات کا
اوس مین تذکرہ ہے اون مین سے ہر بیگم ایک خاص اخلاقی اور
انسانی فضیلت مثلاً جود و کرم، شجاعت و بہادری، تدبیر و سیاست
ایثار و ہمدردی کی ایک جیتی جاگتی تصویر تھی، اسی کے ساتھ بالمقابل
جب ہم اپنے مشاہدات کو کتاب کے دوسرے حصہ مین مطالعہ کرتے
ہین تو ہم کو ایک ایسی ہستی نظر آتی ہے جس مین نہ صرف گذشتہ تمام
بیگمات کے اوصاف اور فضائل کامل درجہ پر مجتمع ہین بلکہ اور بہت سے

انسانی مکارم اخلاق اور محاسن اوصاف نمایاں ہین اور جس کا ہم خود مشاہدہ کرتے رہتے ہین اس لئے ہماری زبان پر بے اختیار یہ شعر آتا ھے :-

لَيْسَ عَلَى اللّٰهِ بِمُسْتَنْكِرٍ　　اَنْ يَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِي وَاحِدٍ

یعنی خدا کی قدرت سے یہ امر بعید نہین ھے کہ وہ ایک واحد ذات مین تمام عالم کو جمع کر دے۔

ممکن ھے کہ کسی وقت مین یہ شعر محض شاعری سمجھا گیا ہو لیکن آج ہم دعوی سے کہتے ہین کہ یہ ایک حقیقت اور واقعیت ھے اور اس کی صحیح اور کامل مصداق حضور عالیہ کی ذات بابرکات ہے۔

حضور عالیہ! جب ہم کوئی شکریہ ادا کرنا چاہتے ہین تو وہ تمام کام اور مساعی جو اس شکریہ کے محرک ہوتے ہین ہمارے سامنے آجاتے ہین اور ان کا تقاضا ہوتا ھے کہ ہم کو بیان کر کے شکریہ ادا کیا جائے لیکن ہم زبان و قلم اور الفاظ کی مجبوری سے اون کا تقاضا پورا نہین کر سکتے اور صرف شکریہ ہی پر اکتفا کرنا پڑتا ھے۔

حضور عالیہ نے آج کی تقریب مین تربیت مادری کی جس کلاس ی

قائمی کا اعلان فرمایا ہے اور اوس کی ضرورت و اہمیت کو حسن دلنشین طریقہ پر حضور نے ہم سب پر ثابت کیا ہے وہ ایک ایسا عظیم احسان ہی کہ اگر ہم سب نے اوس پر عمل کیا تو اس مین شک نہین کہ وہ ہماری اور ہمارے بچون کی خوش قسمتی کا زرین دیباچہ ہوگا۔

حضور عالیہ نے اس وقت عنایت آمیز لہجہ مین اس امر کی بھی شکایت فرمائی ہے کہ ہم کلب کے فوائد سے کماحقہ بہرہ ور نہین ہوتے اور پھر کمال انصاف پسندی کے ساتھ ہماری مجبوریون کا اعتراف فرمایا ہے اور پھر جو نصیحت فرمائی ہی اور مجبوریان رفع کرنے کی جو تدبیر اختیار فرمائی ہے وہ ایک ایسی شفقت ہے جس کا اندازہ اُنھین قلوب کو ہوسکتا ہے جو شفقتون کے محتاج اور آرزومند ہین، اب مین اپنی رفیق بہنون کی طرف سے وعدہ کرتی ہون کہ ہم سب آیندہ ایسی شکایت کا انشاء اللہ تعالی موقع نہ پیدا ہونے دین گے۔

حضور عالیہ! ہر ایک تدبیر جو عموماً اپنی رعایا کے لئے اور خصوصاً ہماری جنس ضعیف کی اصلاح اور فائدہ کے لئے ہو ہمیشہ

حضور کے پیش نظر رہتی ہے۔

حضور عالیہ نے بحیثیت ایک فرمان روائے ملک ہونے کے ہماری بہبودی کے کامون مین ایک کثیر دولت کی صورت مین عطیات مرحمت فرمائے ہین۔ اور اپنے ملک مین عام مقاصد تعلیم کے لئے جس مین ہمارا ابھی غالب حصہ ہے اٹھارہ لاکھ روپئے کی گران قدر رقم آیندہ کے بہتر انتظام کے لئے بھی وقف فرمادی ہے۔

اور حضور کی مساعی وتدابیر کا یہ مقصد کہ ملکی اشخاص ممتاز عہدون پر نظر آئین اور جو عہدے کہ باہر والون کو دیے جاتے ہین اون کی قابلیت ملکی باشندون مین پیدا ہو جائے ایک ایسا نیک اور اعلیٰ مقصد ہے جس کی تعریف نہین ہوسکتی اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے مدارس مین پچاس ہزار روپئے سالانہ صرف فرمانا، اخوان ریاست کے بچون اور بچیون کو زر کثیر کے صرف سے بورڈنگ مین داخل کرکے تعلیم وتربیت دلانا، طلبار وطالبات کا وظیفہ مقرر فرمانا اور اعلیٰ تعلیم کی اسناد حاصل کرنے کے لئے گران قدر رقم صرف فرماکر کالجون مین تعلیم دلانا بے حد

قابل قدر فیاضی اور ملک کی اصلی و حقیقی ہمدردی ہے گو حضور کے ان
احسانات اور فیاضیون سے غیر ملک کے بچے بھی فائدہ حاصل کر رہے ہین
اور حضور کا خیال قومی و ملکی ہمدردی کی بنا پر جملہ اہل ہندوستان کو یکسان
فائدہ پہنچانے کا ہے لیکن اہل بھوپال کی کم نصیبی کی نشانی ہوگی کہ وہ ان شاہانہ
فیاضیون سے فائدہ حاصل نہ کرین گو مین خود دوسرے شہر کی ہون اور میری
یہ گزارش حقیقت حال کے خلاف نہ ہوگی کہ اگر خواتین بھوپال حضور کی مساعی
جمیلہ سے فائدہ حاصل کر کے مختلف خدمات مین حصہ لین تو ہماری خدمات
کی کوئی احتیاج نہ رہے۔

بہ حیثیت ایک مصلح کے حضور عالیہ نے ہمارے لئے کانفرنسون کا انعقاد
فرمایا، متعدد انسٹی ٹیوشن بنا کر اون مین خود کافی حصہ لیا اور اپنی رہبری
اور رائے کی اصابت سے اون کو کامیاب بنانے کی کوشش فرمائین
اور بہ حیثیت ایک تعلیم یافتہ ہونے کے اپنے اوقات گرامی کا ایک قیمتی حصہ
وقف کر کے مفید و کارآمد اور بہترین کتابین تصنیف فرمائین تاکہ نزدیک
و دور سب کو فائدہ پہنچے اور فرصت کے اوقات مین خواتین اون کے

مطالعہ سے مفید معلومات حاصل کریں، اور بہ حیثیت ایک مسلمان حامی مذہب خاتون کے ملک کو مذہبی احکام کی پابندی کی طرف مائل کیا اور اپنی گران بہا مذہبی تقریروں سے جن کا پہلا حصہ "سبیل الجنان" کے نام سے شائع ہوا ہے مذہبی احکام کا احترام دلوں میں پیدا کیا اور جس طرح کہ تعلیم یافتہ مردوں کے لئے "سیرۃ النبی" جیسی لاجواب کتاب کی تیاری کا سامان مہیا فرمایا اسی طرح عورتوں اور بچوں کے لئے ایک پیاری کتاب "ذکر مبارک" کا انٹرنس پاس کرنے والے طالب علموں اور ان مدارس میں جہاں پر یہ کتاب داخل نصاب ہو چکی ہے مفت تقسیم کئے جانے کا انتظام فرمایا۔

یہ اوس حقیقی عظمت و محبت کی دلیل ہے جو قرون اولی کی خواتین کے دلوں میں جاگزیں تھی اور جو ان مخدرات کرام کا نمونہ ہے جنہوں نے اسلام کے لئے بے انتہا ایثار اور خدمتیں کی ہیں بہ حیثیت ایک عورت ہونے کے عورتوں کی ضرورتوں اور تکلیفوں کے رفع کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔

پچھلی مثالون کو چھوڑ کر حال ہی مین جس طرح کہ مسلسل تین ہفتے سے حضور عالیہ غریب عورتون کو بچشم خود ملاحظہ فرما رہی ہین اور اُن کی غربت و تکلیف دور کرنے کے لئے مضطرب و بے چین ہین وہ جذبۂ ہمدردی کا کیسا حیرت انگیز منظر ہے اور خدا نے چاہا تو ایسے ہی حیرت انگیز نتائج بھی ظہور مین آئینگے۔

غرض ایسی مختلف حیثیتون نے مجتمع ہو کر حضور عالیہ کی ذات والاصفات کی ایسی حیثیت قائم کر دی کہ بقول ایک عربی شاعر کے کہ "اگر کاش ایسی چند خواتین اور ہوتین تو یہ صنف مردون پر سبقت لے جاتی"۔

مگر مین یہ کہتی ہون کہ اس زمانہ مین حضور عالیہ کی تنہا ذات مردون کی ذات پر سبقت لے گئی ہے۔

حضور عالیہ مین نے اگر اس تقریر مین کچھ طوالت کی ہو حالانکہ مین سمجھتی ہون کہ مین نے بہت ہی اختصار کیا ہے تو مین قابل معافی ہون کیونکہ اپنے دلی جذبات کو روکنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔

حضور عالیہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر اس دورِ خیر و برکت سے ہم نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا تو صریحی ہماری بدقسمتی ہے۔ لیکن ممبران کلب نے مصمم عہد کر لیا ہے کہ اب نہ صرف ہم گذشتہ بے توجہی کی تلافی کرینگے بلکہ انشاء اللہ آیندہ موقع پر حضور عالیہ کو ثابت ہو جائیگا کہ ہم سکون کی حالت مین نہین ہین بلکہ ترقی کر رہے ہین۔

حضور عالیہ نے آیندہ لیکچرون کے سلسلہ مین اور خواتین کی ساتھ اپنے آپ کو اور علیا جناب میمونہ سلطان شاہ بانو دلہن صاحبہ کو شامل فرمایا ہے وہ انھین جذبات ہمدردی کا ایک جذبہ اور رشان مساوات کا ایک دلچسپ نظارہ ہے۔ ہم اس کا شکریہ کیونکر ادا کرین۔

جناب دلہن صاحبہ سچ تو یہ ہے کہ حضور کی تربیت و تعلیم کا بہترین نمونہ ہین اور ان کے اوصاف ذاتی کو حضور کے سایۂ شفقت مین جو نشو و نما ہوئی ہے اور ہو رہی ہے وہ ہماری بہنوں کے لئے بشارت کا پیغام ہے۔

یہ پہلا موقع ہی نہین ہے کہ دلہن صاحبہ نے ہمارے لئے

یہ تکلیف گوارا کرنی منظور فرمائی ہے بلکہ بارہا ہم اس کلب مین اُن کی ہمدردیون اور اُن کی تعلیم کے بہترین نتائج سے مستفید ہوتی رہی ہین۔

حضور عالیہ اگرچہ جذبات و واقعات کا تقاضہ بھی ہے کہ مین اسی جوش کی ساتھ اپنے سلسلہ کلام کو جاری رکھون لیکن محض حضور عالیہ کی تکلیف کے خیال سے مین مکرر حضور عالیہ اور دُلھن صاحبہ کا شکریہ ادا کرکے اپنی تقریر ختم کرتی ہون +

مسلمانون کی حالت اور اُس کی اصلاح

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

(ترجمہ)

بے شک خدا نہین بدلتا ہے جو کسی قوم مین ہو جب تک وہ
نہ بدلے جو اُن کے نفسون مین ہے۔
خدا نے آج تک اوس قوم کی حالت نہین بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

آیت مندرجہ بالا مین خدا تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ جو قوم خود اپنی حالت کو نہ بدلے خدا بھی اُس قوم کی حالت کو نہین بدلتا جب تک انسان اپنی بہبودی اور اصلاح کی کوشش نہ کرے اُس کو خدا سے امید نہ رکھنی چاہیئے۔

خدا کوشش کرنیوالون کا مددگار ہے۔

بے شک خدا تعالے ہمت اور کوشش کرنے والون کا مددگار ہے جو لوگ اپنی بہبودی اور ترقی کی کوشش کرتے ہین خدا انکی محنت کو ضائع نہین کرتا۔ بلکہ ان کی سعی کو مشکور کرتا ہے۔ اور کامیابی عطا کرتا ہے۔

اس کے برخلاف جو لوگ یا جو قومین بے کاری۔ کاہلی۔ اور سستی کی طرف راغب ہو جاتی ہین کوشش اور محنت کرنا اُن کو مشکل معلوم ہوتا ہے اپنی بہبودی اور ترقی کی پروا نہین کرتے۔ اپنی دولت طاقت وقت کو فضول ضائع کر دیتے ہین اور خداداد عقل کو برباد سعی و ہمت کو کام مین نہین لاتے ایسے لوگون سے توفیق خداوندی سلب ہو جاتی ہے۔

خیال کرنا چاہیئے کہ دنیا مین بہت سی قومون نے ترقی کی ہے اور اپنی سعی و ہمت کی وجہ سے درجہ کمال پر پہنچ گئی ہین۔

لیکن یہ خیال کرنے سے بہت افسوس ہوتا ہے کہ مسلمانون کی حالت دیگر اقوام کے مقابلہ مین بہت خراب ہے اور مسلمان ابھی ترقی کے ابتدائی زینہ پر بھی نہین چڑھے ہین۔ اور موجودہ زمانہ مین ہماری حالت ناگفتہ بہ ہے۔

ہندوستان کی مالی حالت

اول تو ہمارے ملک کی حالت ہی بہ لحاظ تجارت۔ صنعت و حرفت اور دولت کی اچھی نہین ہے۔ ہندوستان کی مالی حالت کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ دسمبر ۱۹۱۸ء مین مسلم لیگ کے جلسہ مین صدر جلسہ نے بیان کیا ہے کہ ہندوستان کی سالانہ آمدنی اگر تمام اہل ملک پر مساوی تقسیم کر دی جاے تو بمشکل دو پونڈ سالانہ فی کس آمدنی ہوتی ہے یعنی اڑہائی روپیہ ماہوار ہر شخص کے حصہ مین آتا ہے اور یہ صورت بھی اُس وقت ہو سکتی ہے جب ہندوستان کے تمام باشندون کی آمدنی یکجا کر کے سب پر برابر تقسیم کر دیجاے اور امیر و غریب سب کی یکسان حالت ہو جاے۔ باوجود اس کے کہ ملک مین اہل ہنود اور پارسیون مین خدا کے فضل سے ہزارون لکھ پتی کروڑپتی موجود ہین مگر پھر بھی ملک کی حالت ایسی ہے کہ اوسط پھیلانے پر ڈہائی روپیہ ماہوار کی اوسط نہین پڑتی تو اگر صرف مسلمانون کا اندازہ کیا جاے جن کی مفلسی طشت از بام ہے تو اوسط آمدنی فی کس غالباً دو روپیہ ماہوار بھی نہ ہوگی

مسلمانون کا تنزل

علاوہ برین مسلمانون کی حالت دیگر لحاظ سے بھی اچھی نہین ہے علم و حکمت۔ مذہب۔ اخلاق۔ حکومت۔ ہنر۔ صنعت۔ تجارت۔ غرض ہم کو کسی پہلو سے اطمینان حاصل نہین ہو سکتا

اور ہم نے اپنے ہمسرون سے ترقی نہین کی بلکہ ان سے بہت پیچھے ہین ہم کو قبلہ مولانا حالی مرحوم کا یہ شعر یاد رکھنا چاہیے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے

؎ پست ہے ہمسر سے اپنے جو یہ سمجھا دو اُسے
خاک ہے پہنچا ہوا ہے گرچہ وہ افلاک پر

جس قوم کی یہ حالت ہو اس کو کس طرح زندگی بسر کرنی اور کیا تمدن اختیار کرنا چاہیے اس کو اپنی درستی اخلاق درکفایت شعاری کو اپنا شعار بنانا چاہئے اور اپنی ترقی کی کوشش کرنی چاہئے۔ بالخصوص اس زمانہ مین جب کہ ہر چیز گران ہے خواہ خوردنی ہو یا پوشیدنی ان سب کی گرانی حد کے درجہ کی ہے۔ اور ہماری مالی حالت وہ ہے جس کا ذکر مین اوپر کر چکی ہون تو ایسی حالت مین ہم آنکھین نہ کھولین اور اپنے لئے طریقہ ماندو بود کا فیصلہ نہ کرین تو ہم سے زیادہ نادان کون ہو سکتا ہے۔

لیکن افسوس کہ باوجود ان امور کے ہم مسلمانون مین۔ اسراف۔ فضول خرچی۔ بیکاری کاہلی۔ پست ہمتی۔ بداخلاقی۔ خودغرضی۔ مذہب سے غفلت وقت کی قدر نہ کرنا غرض ہر قسم کی خرابیان پائی جاتی ہین۔

اسلام کی تعلیم

جب مین ان خرابیون پر غور کرتی ہون تو اس کی وجہ زیادہ تر یہی سمجھ مین آتی ہے کہ ہم نے احکام الٰہی کو پس پشت ڈالدیا ہے۔ حالانکہ ہر قسم کی۔ اخلاقی تعلیم۔ مذہبی تعلیم۔ ہمدردی وایثار کی تعلیم۔ ذوی القربا کے ساتھ حسن سلوک۔ بیکاری کی مذمت۔ اسراف کی ممانعت۔ اعتدال کی ہدایت۔ غریبون کی دستگیری وغیرہ کی تعلیم ہماری کتاب مقدس یعنی کلام مجید مین موجود ہے اور ہمارا مذہب ہم کو کسی قسم کی ترقی کرنے یا حصول علم سے نہین روکتا اور ہمارے ہادی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ موجود ہے۔ جس سے ہم ہر قسم کی ہدایت پا سکتے ہین۔ اور آپ کی تقلید کرنے سے ہم کو دین دنیا مین فلاح پانے کی امید ہے اُن دیگر خرابیون کو جو مسلمانون مین رائج ہین نظرانداز کر کے مین اس وقت صرف اسراف اور فضول خرچی کا کچھ حال بیان کرتی ہون جس کی اصلاح کی ہم کو بے انتہا ضرورت ہے اور مسلمان جب تک اسراف کو ترک کر کے اعتدال ومیانہ روی اختیار نہ کرین گے ترقی نہین کر سکین گے مثال کے طور پر مین ان چند فضول اور غیر ضروری اخراجات کا ذکر کرتی ہون

جن مین ہمارا بیحد روپیہ ضائع ہوتا ہے اور ہمارے اخلاق خراب ہوتے ہین۔

شراب خواری اور دیگر مسکرات کا استعمال اور ہر قسم کا لہو لعب ہماری قوم مین بکثرت پھیلا ہوا ہے۔ اور باوجود ان کے مضر نتائج پائے جانے کے مسلمان دین و مذہب کے برخلاف فعل کرنا اور خدا کا نافرمان بننا گوارا کرتے ہین۔ ان تمام فضولیات مین جو روپیہ اور وقت صرف ہوتا ہے اس کی انتہا نہین ہے۔

اگرچہ ہمارے بزرگ بھی شادی و غمی کے موقعون پہ فضول خرچی اختیار کرتے تھے اور ان تقریبون یعنی بیاہ۔ منگنی۔ عقیقہ۔ ختنہ۔ ولادت وغیرہ پر ان کی دولت کا بڑا حصہ برباد ہو جاتا تھا۔ لیکن ہمارے اسلاف اپنی روزمرّہ کی ضروریات اور گھر کے خرچ مین ہمیشہ کفایت شعاری کو مدنظر رکھتے تھے۔ اور وہ اپنے اخراجات کو آمدنی کے اندر رکھتے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اُنھون نے اکثر جائدادین وغیرہ بھی خرید کی ہین اور اپنی اولاد کے لئے کم وبیش اندوختہ چھوڑ جاتے تھے وہ اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرنا معیوب خیال نہ کرتے تھے اور ہر زن و مرد خود اپنا کام انجام دے لیتے تھے کھانا کپڑا۔ اور ضروریات خانہ داری اُن کی معمولی ہوتی تھین۔ لیکن موجودہ زمانہ مین علاوہ شادی و غمی وغیرہ کے اخراجات کے جو وقتاً فوقتاً ہوا کرتے ہین روزمرّہ ہی کے ضروریات بہت بڑھتے چلے جاتے ہین۔

اکثر نئی روشنی کے تعلیم یافتہ لوگون نے ضروریات زندگی کو بہت بڑھا لیا ہے اور ہر کام مین فیشن کی پابندی لازمی اور ضروری خیال کی جاتی ہے مثلاً مکان فرنیچر لباس خوراک۔ چائے کا سامان۔ بوٹ سوٹ بیٹ۔ غرض ہر چیز اعلیٰ درجہ کی اور فیشن کے مطابق ہونی چاہئے۔ اور اس قسم کے اخراجات مین اسراف کو حد سے بڑھا دیا گیا ہے۔ اور ان کی تقلید مین غیر تعلیم یافتہ گھرانون کا بھی یہی حال ہے۔ وہ بھی ہر چیز مین فضول خرچی کرتے ہین اور فیشن کو مدنظر رکھتے ہین۔ اور یہ اخراجات

ایسے ہین کہ ہماری آمدنیان صرف ان کو ہی مکتفی نہین ہوتین۔

سب سے زیادہ بے حقیقت خرچ جسکی طرف کبھی بھولکر بھی کسی کا خیال نہین جاتا۔ وہ حقہ۔ پان۔ تماکو۔ سگار۔ سگریٹ کا خرچ ہے جس مین ہر کس و ناکس مبتلا ہے دیگر اخراجات کو نظر انداز کر کے مین نے صرف ایک ایسی خرچ کا اندازہ لگایا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ قوم کا کس قدر روپیہ اس بیکار اور فضول مصرف مین خرچ ہوتا ہے ہندوستان مین مسلمانون کی آبادی تقریباً سات کرور ہے اگر فرض کرلیا جاے کہ ان مین سے چار کرور ایسے لوگ ہین جو حقہ یا پان یا تماکو یا سگار۔ سگریٹ کے کسی نہ کسی طرح سے عادی ہین اور ان کا اوسط خرچ صرف ایک پیسہ روزانہ فی کس فرض کرلیا جاے تو اس حساب سے سوا چھ لاکھ روپیہ روزانہ اور بائیس کرور اکیاسی لاکھ پچیس ہزار روپیہ سالانہ ہندوستان کے مسلمانون کی کمائی کا اس مد مین صرف ہوجاتا ہے۔

یعنی ہم لوگ اس قدر خطیر رقم ایسے مصرف مین لاتے ہین جس کا کوئی بدل نہین یا دھوئین مین اُڑا دیا جاتا ہے یا تھوک دیا جاتا ہے۔ اگر اس کا کوئی بدل ہے تو وہ بیماریون یا بری عادتون کا پیدا کردینا ہے۔ یہ رقم بہ ظاہر کچھ بڑی معلوم نہین ہوتی مگر حقیقت مین ہندوستان کی مالگذاری کے قریب قریب برابر ہے۔ گویا ہم ہندوستان کی مالگذاری تھوک اور دھوئین مین اڑا دیتے ہین

اس کے علاوہ اور بے جا اخراجات کے ہین پر کئی ارب روپیہ برباد ہوتا ہے اور تماکو پان حقہ سگار سگریٹ وغیرہ کے بجاے اس تمام روپیہ کو پس انداز کیا جاے اور فضول صرف نہ کیا جاے تو ملک کی دولت مین بہت اضافہ ہوسکتا ہے اور ہم خدا اور رسول کی نافرمانی کے گناہ سے بھی بچ سکتے ہین۔ کیونکہ خدا تعالے نے بیجا خرچ کرنے والون کی مذمت ہین کلام مجید مین ارشاد فرمایا ہے۔

قرآن میں مسرفین کی مذمت

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا

ترجمہ (اور نہ خرچ کرو خرچ بیجا۔ بے شک بیجا خرچ کرنے والے بھائی ہین شیطانون کے اور شیطان اپنے پروردگار کے لئے کفر کرنے والا ہے۔

خدا تعالے نے اس آیت مین بیجا خرچ کرنے سے منع فرمایا ہے اور بیجا خرچ کرنے والون کو شیطانون کا بھائی لکھا ہے اور شیطان کی بابت فرمایا کہ وہ اپنے پروردگار کا ناشکر ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیجا خرچ کرنا بہت کفران نعمت ہے۔ اور جن لوگون کو خدا تعالے نے دولت عطا فرمائی ہے وہ اس کو بیجا خرچ نہین کرسکتے اور اگر ایسا کرین گے تو خدا کے نافرمان اور کفران نعمت کرنے والے ہون گے۔ دولت کو امانت آلہی سمجھنا چاہیئے اور اس کو خدا کی خوشنودی مین خرچ کرنا چاہیئے دولت عطا کرنے سے خدا تعالے کو ان لوگون کا امتحان لینا مقصود ہے نیز کلام مجید مین ارشاد فرمایا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (یعنی خدا احسان کرنے والون کو دوست رکھتا ہے) پس ہم کو بجائے فضول اخراجات کے خدا کی راہ اور اس کی خوشنودی مین روپیہ خرچ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ راہ خدا مین ہزار درم خرچ کرنا نیکی اور کفایت شعاری ہے۔ اور خدا کے حکم کے خلاف ایک درم بھی خرچ کرنا اسراف اور گمراہی ہے۔

قوم کی حالت کیونکر درست ہوگی

ہم کو اس تباہ کن اسراف سے احتراز کرنا چاہیئے اور بجائے اس کے کہ ان بیکار چیزون مین دولت برباد کی جائے مفید کامون مین روپیہ کو لگانا چاہیئے ملک مین تجارت۔ زراعت کو ترقی دینا صنعت و حرفت کے لئے مختلف کارخانے بنانا بیکارون کو کام پر لگانا چاہیئے۔ بچون کو اعلی تعلیم دلانا ہمارا فرض ہونا چاہیئے۔ علاوہ اپنے اپنے بچون کی تعلیم دلانے کے ہر ایک

صاحب ثروت کو لازم ہے کہ قوم کے نادار و مفلس لوگون کی مدد کرین غریب عزیزون کے بچون اور دیگر مسلمانون کے غریب و یتیم بچون کو تعلیم دلائین اور ان کو مختلف کام سکھائین غرض ان کو اس قابل بنا دیا جاے کہ وہ خود اپنی روزی کمانے کے قابل ہو جائین۔ اسی طرح قوم کے گداگرون کو جن کی تعداد ہندوستان مین پچاس لاکھ کے قریب ہے بیکاری سے نفرت دلائین اور کام کرنے کی ترغیب دین اگر یہ لوگ اپنی روزی آپ کمانے لگین گے اور گداگری کو ترک کر دین گے تو کئی کرور روپیہ کی ترقی ملک کے سرمایہ مین ہو جاے گی ہم کو اعتدال اور میانہ روی ہر کام مین اور ہر جگہ مدنظر رکھنی چاہیے۔ مکان لباس خوراک۔ اسباب غرض ہر ایک جگہ اعتدال سے کام لین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ امیر آدمی اپنی دولت کو فضول اخراجات مین صرف کر دیتے ہین اور ہمسایہ مین غریب بیوائین اور یتیم فاقہ کرتے ہین۔ خدا تعالے ہم کو غریبون کی دستگیری اور عزیزون کی مدد کرنے کی ہدایت فرماتا ہے۔ لیکن ہم اسکے برخلاف کرتے ہین۔

ہم کو چاہیے کہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر ہمت سے کام لین۔ اگر ہم اپنی مدد کرین گے تو خدا بھی ہماری امداد کریگا۔

فرانس کی ایک مثال فرانس جو دنیا بھر مین سب سے زیادہ دولتمند ملک ہے اور اس کے ساتھ ہی مسرف ترین بھی ہے۔ اور وہ بلحاظ فضول خرچی اور نمائش کے تمام دنیا مین ممتاز ہے۔ وہان کے باشندے مسکرات سگرٹ اور چائے وغیرہ کے بہت عادی ہین۔ لیکن اب سے چھیالیس سال قبل جس زمانہ مین جرمنی اور فرانس مین جنگ ہوئی تھی تو جرمنی نے فرانس پر ایک بڑی تعداد تاوان جنگ کی ڈالی تھی اس ملک نے اس تاوان کو اس طرح ادا کیا کہ سب لوگون نے تمام مسکرات کو ایکدم ترک کر دیا اکثر لوگون نے باوجود عادی ہونے کے چائے چھوڑ دی اور جو لوگ چائے

نہ چھوڑ سکے اُنہون نے دودہ اور شکر چھوڑ دی اور اس طرح فرانس نے تاوان کی کثیر رقم کو چند عرصہ مین ادا کر دیا اور ملک پر بالکل بار نہین پڑا مسلمانون کو چاہئے کہ اس مثال سے سبق لین اور اپنے فضول اخراجات کو ترک کر دین اور ان کی بجائے تعلیم مین اپنے روپیہ کو صرف کرین کیونکہ جب ایسے عادی اور مالدار ملک نے ایک خاص ضرورت کی وجہ سے اپنے تمام عادات کو ترک کر دیا تو مسلمان جو نہ امیر ہین اور نہ اس قدر عادی تمام فضولیات کو کیون نہ ترک کر دین اور ان کے بجائے روپیہ کو مفید مصرف مین لگائین۔ اپنی حالت کو درست کرین اور ہمت سے کام لین اور اسراف جو بہت تباہ کن اور مخرب اخلاق ہے اس کو قطعاً چھوڑ دین اگر ہم کفایت شعاری اور میانہ روی اختیار کرین گے تو ایک ترقی یافتہ قوم ہو جائین گے

شاید یہ کہا جائے کہ دیگر اقوام مین بھی متعدد قسم کی فضول خرچیان کی جاتی ہین اور وہ لوگ ہم سے بہت زیادہ مسرف ہین اول تو یہ کوئی جواب ہی نہین کہ فلان قوم مین بھی عیب ہے اس کہہ دینے سے اپنا عیب ہنر نہین ہو سکتا دوسرے ہم ایک نادار قوم ہین ہم کو دیگر اقوام کی برابری کرنے مین بہت وقت اور کفایت کی ضرورت ہے۔ بہت ترقی کرنے کے بعد ہمارا خرچ کرنے کا زمانہ آئے گا

اخلاقی درستی ہم کو نہایت استقلال اور ہمت سے کام لینا اور اپنے اخلاق کو درست کرنا چاہئیے۔ اور ہم کو لازم ہے کہ اپنے رسول خدا مقبول خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی آل اطہار علیہم السلام کی تقلید کرین اور اپنے اخلاق کو ان حضرت کے اخلاق حسنہ کا نمونہ بنائین نیز صبر و استقلال۔ علم و حلم۔ اخلاقی جرات۔ ہمت و ایثار وغیرہ صفات جو رسالت مآب صلعم اور ائمہ معصومین مین بدرجہ اتم موجود تھین ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرین اپنے بچون کو مذہبی اخلاقی تعلیم سے آراستہ کرین تو بہت جلد انشاء اللہ وہ زمانہ آئے گا کہ ہم نہ صرف موجودہ زمانہ کے لحاظ سے ترقی یافتہ قوم

بن جائین گے بلکہ اپنے اسلاف کی کھوئی ہوئی عزت کو بھی حاصل کر سکین گے کیونکہ گذشتہ زمانہ نے مین ہمارے ہان اہل علم واہل کمال بہ کثرت موجود تھے اور علوم فنون کا گھر گھر چرچا تھا۔ اور اکثر مسلمان خواتین بھی بہت لائق اور بڑی عالم گزری ہین اور ہم مین جاہلون کی ایسی کمی تھی جیسی اس زمانہ مین علما کی بقول مولانا حالی مرحوم ؎

جاہلون کا تھا ہماری قوم مین گھاٹا یون ہی
جیسے اب لکھے پڑھے ملتے ہین ہم مین خال خال

ہمت اور کوشش کی ضرورت اگر ہم کوشش کرین تو سب کچھ کر سکتے ہین بغیر کوشش کے ہماری بہبودی معدوم اور ترقی معلوم اور ہمت اور استقلال ہو تو انسان ہر مہم سر کر سکتا ہے۔ اور معراج ترقی پر پہنچ سکتا ہے۔ مولوی محمد اسمعیل مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

بے کوشش و بے جہد ثمر کس کو ملا ہے | بے غوطہ زنی گنج گہر کس کو ملا ہے
بے خون پیئے لقمۂ تر کس کو ملا ہے | بے جور کشی تاج ظفر کس کو ملا ہے
بے خاک کے چھانے ہوے زر کس کو ملا ہے | بے کاوش جان علم و ہنر کس کو ملا ہے

جو رتبۂ والا کے سزاوار ہوئے ہین
وہ پہلے مصیبت کے طلبگار ہوئے ہین

مین اپنے مضمون کو اس دعا پر ختم کرتی ہون کہ خدا تعالےٰ ہم کو توفیقات خیر عطا فرمائے اور تمام اخلاقی۔ مذہبی۔ تمدنی برائیون کو ہم سے دور کرے اور دینی و دنیاوی خوبیان ہم مین پیدا ہو جائین۔ آمین۔

راقمہ

بنت آنریبل خواجہ غلام الثقلین بی اے
ایل۔ ایل بی مرحوم۔

دودہ مین سے مکھن نکالنے کا طریقہ

اِسکے معلوم کرنے کے واسطے عوام الناس اور خاص کر فرقہ اناث کے لئے سہل طریقہ نقل کرتی ہون۔

ایک معمولی پتلے شیشہ کا گلاس لین جس کے پیندے مین کسی قسم کا نقش و نگار نہو۔ اس کو کسی موٹے حروف کے چھپے ہوئے کاغذ پر رکھین۔ گلاس کے اندر ناپ کر چھٹانک بھر پانی ڈالین اگر پانی مین کوئی جنبش نہو تو حروف باسانی پڑھے جائینگے اگر آپ اس گلاس مین قطرہ قطرہ خالص دودہ ڈالتے جائینگے اور اوس کو پانی مین بخوبی ملالینگے تو ایک حد کے بعد حروف نظر نہ آئینگے اس سے آپ معلوم کر سکتے ہین یا اندازہ لگا سکتے ہین کہ کتنے قطرون مین ایک چھٹانک پانی آسانی سے دودھیا ہو جاتا ہے جو کہ حرف نظر نہین آتے۔

اگر کسی اور دودہ کو آپ اسی طریقہ سے آزمائش کرین تو قطرون کی کمی بیشی اس بات کو ظاہر کرے گی کہ وہ آپ کے پہلے دودہ سے بلحاظ مکھن زیادہ ہے یا کم

یہان اس بات کا بیان کردینا بھی بہت ضروری ہے کہ لیکٹومیٹر جو عموماً دودہ کے امتحان کرنے کے لئے مستعمل ہوتا ہے وہ ولایت کے دودہ اور وہان کی موسمی حرارت کے اوپر (۶۰ ف) بنایا جاتا ہے۔ اس آلہ سے صرف دودہ اور پانی کے وزن کا مقابلہ ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن دودہ کا وزن نہ صرف موسمی حرارت بلکہ دیگر بہت سے اسباب پر گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔

یہ مجربہ ہے کہ مختلف نسل کے جانورون مین ایک ہی جانور کو مختلف موسمون مین مختلف غذائی اشیاء کے بہم پونچانے سے دودہ کے وزن مین اختلاف رہا کرتا ہے۔ لہذا یہ معلوم کرنا کہ اس مین سے مکھن نکالا ہے یا نہین اس کے لئے

کوئی اعلیٰ طریقہ سوای مستند کرہ بالا طریقے کے اطمینان بخش نظر نہین آتا
اس لیے ظل السلطان کے ناظرین اور ناظرات کی معلومات کے واسطے اس کو
نقل کرکے بھیجا جاتا ہے کہ وقت پر کام آوے۔

اختر دلھن

تمباکو کے نقصانات

تباکو کو بھی شراب کی طرح ایک زہر سمجھنا چاہیے۔ تباکو سے ایک طرح کا ست
نکلتا ہے جس کو انگریزی مین نکوٹائن Nicotine کہتے ہین۔ ڈاکٹرون کا
قول ہے کہ اگر پندرہ گرین نکوٹائن Nicotine انسان کھاوے تو
فوراً مرجاوے۔ یہ زہر پروسک ایسڈ Prussic acid سے بھی زیادہ
زہریلا ہے اور مثل افیون کے زہر کے کام دیتا ہے۔ کیونکہ تباکو کی پتی زہریلی ہوتی ہے
اس وجہ سے کاشتکار اور باغبان اس کو ان پتون اور بیلون پر چھڑکتے ہین
جن مین کیڑے لگ جاتے ہین تاکہ وہ کیڑے مرجائین اگر ایک سگار (چرٹ) کو
پیتے ہوے کسی صاف شفاف کاغذ پر اُسکا دھوان چھوڑا جائے تو جو زہر کہ کاغذ پر
جم جائیگا اُس کا تھوڑا حصہ اگر بلی کو کھلا دیا جاے تو تین منٹ مین بلی مرجاے گی۔
اکثر اوقات ڈاکٹر مارفیا Morphia جلد مین پچکاری کے ذریعے سے
پھونچاتے ہین یہ بھی زہر ہے اور اسکا استعمال بھی از روے حکمت ناجائز ہے۔
یہ دیکھا گیا ہے کہ فی زمانا پچہتر فی صدی بچے تباکو استعمال کرنے والے پیدا ہوتے ہین
تباکو کے استعمال سے جلد خراب ہوجاتی ہے دل کی حرکت مین فرق آجاتا ہے بینائی کو
اس سے بہت نقصان پھونچتا ہے انسان کی قوت کم ہوجاتی ہے اُس کے پھیپھڑے
مین نقصان پھونچتا ہے تباکو پینے سے سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے رات کی نیند حرام

ہو جاتی ہے کیونکہ دماغ میں خشکی بڑھ جاتی ہے اور خاصکر بچون پر اسکا بہت برا اثر پڑتا ہے بچے پہلے تمباکو پینا سیکھتے ہیں پھر شراب بعد ازان افیون۔ چانڈو۔ مدک وغیرہ۔ بچون کو ہرگز تمباکو نہ پینے دینا چاہئے ورنہ اُن کی جسمانی۔ دماغی اور روحانی ترقی میں خرابی اور نقصان پیدا ہو جائیگا۔ ڈاکٹر کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اُس کا دماغ صحیح اور تندرست ہو اور اس میں پوری جسمانی قوت ہو تاکہ عمل جراحی کے وقت اُس کے ہاتھ نہ کپین۔

پروفیسر گھوشال ایم۔ اے۔

کلیم اور اس کا عزم

(۱)

کلیم میرا بچپن کا دوست تھا میں اس کی خوبو اور مزاج کی افتاد سے ایسا ہی واقف ہوں جیسے ماں جائے بھائی ہوتے ہیں۔ بچپن میں وہ نہایت ضدی اور جھگڑالو تھا اور عجیب وغریب قسم کی شرارتیں کیا کرتا تھا مگر اسی کے ساتھ بلا کا ذہین تھا اور اس میں دوسرون کے ساتھ ہمدردی بھی تھی۔ غریب محلہ والون کا سودا سلف بھی لا دیا کرتا تھا اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو طبیب و ڈاکٹر کے یہان جانا اور دوا لانا تو وہ اپنا فرض عین سمجھتا تھا باوجودیکہ بچہ تھا لیکن ایسے موقع پر آندھی، طوفان، اور اندھیری کو بھی وہ خاطر میں نہ لاتا تھا اور یہی وہ راز تھا کہ باوجود شرارتون اور جھگڑون کے بھی وہ ہر دل عزیز تھا۔ محلہ کی بڑی بوڑھیاں اُسے پیار کرتی تھیں اور اس کی شرارتون پر کوئی دھیان بھی نہ کرتا تھا اس کی ماں خود مصیبت زدہ تھی اور مصیبت زدون کے ساتھ ہمدردی کیا کرتی تھی جب یہ غریب عورتیں آپس میں مِلکر کلیم کی تعریف کرتیں تو ماں کا دل باغ باغ ہو جاتا وہ بیٹے کی تعریفیں سن کر ایک راحت محسوس کرتی اور ساری

مصیبتین بھول جاتی اور کلیم سے صرف اتنا کھدیا کرتی کہ بیٹا تم کو وہ اور وہ بڑی دعائین دے رہی تھین شاباش ایسے ہی کام کیا کرو۔

(۲)

زمانہ پر زمانہ گذرتا چلا گیا۔ کلیم کی حالتون مین صدہا انقلابات ہوے عیش و راحت کے دن بھی گذارے اور تکلیف و مصیبت کی کڑیان جھیلین نان شبینہ کو بھی محتاج رہا اور سیکڑون خود محتاجون کو کھانا کھلایا۔ ہمیشہ مجالس رقص و سرود، تھیٹر اور تماشے مین وہ ہیم فیشن ایبل جنٹلمین بنکر جاتا اور پھر ایجوکیشنل کانفرنس، ندوۃ العلما اور دوسرے قومی جلسون مین ہمدرد قوم بنکر بھی شریک ہوتا لیکن یہ بھی ایک تماشا تھا کیونکہ دن کا کچھ حصہ پنڈال مین بسر ہوتا اور شب کا بڑا حصہ کسی تھیٹر یا سینما ٹوگراف وغیرہ مین گذارتا وہ کبھی کسی ایک لکچر سے بھی اتنا متاثر نہین ہوا جتنا بچپن مین کسی غریب کی مصیبت اور کسی بڑھیا کی دعا سے ہوتا تھا۔

(۳)

مگر یہ سب عالم شباب کی بہار و خزان تھی عین ایسے زمانہ مین جبکہ وہ راحت و بے فکری کی زندگی بسر کر رہا تھا اس کا دل ایک شگفتہ گلاب کی طرح تھا کہ ایک حادثہ کی صورت مین ایسی باد سموم چلی کہ پھر کبھی اس کا دل شگفتہ نہ ہوا اور اگر ہوا تو نہ ہونے کے ہی برابر تھا لیکن کیا شان الٰہی تھی کہ اس پژمردگی پر وہ ہزارون شگفتگیون اور سیکڑون بہارون کو قربان کرنے کے لئے تیار تھا۔ یہ اس کا ایک راز ہے جس کو ہم ابھی بیان نہین کرین گے۔

(۴)

لوگون نے اُس کی یہ حالتین بھی دیکھی ہین کہ اکثر تقریبون، عیدون اور خوشی کے موقعون پر وہ یکایک مغموم ہو جاتا جس کا بظاہر کوئی سبب معلوم نہ ہوتا کبھی کبھی صبح کو

ڈاک پڑھنے کے بعد وہ تمام تمام دن رنجیدہ رہتا کبھی کسی اجنبی یا میل ملاقات والے سے ملنے کے بعد گھنٹون بیچین نظر آتا۔

اس کو حادثات نے اور بعض دوستون کی تکلیف و مصیبت نے کچھ ایسا بیچین بنا دیا تھا کہ اکثر راتون کا بڑا حصہ کروٹین بدلتے گذرتا اور کبھی کبھی خبط وجنون کی سی حالت طاری ہو جاتی تھی۔

ابتدائی زمانے مین اس نے بہت سے عزیزون کی جائدادین نکلتے ہوے دیکھین اور اس طرح کہ بیجا نمود و فضول خرچی اور سود نے برباد کین مگر اس وقت کبھی ادہر خیال بھی نہ گیا۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ جو عزیز کل تک بڑے چین و آرام سے بسر کرتے تھے آج دال روٹی کے لئے تنگ ہین۔ وہ ایک تقریب مین شریک ہوا تھا جس کے لئے تقریباً سات سو روپیہ قرض لیا گیا مگر بالآخر سات ہزار سود در سود دیکر بھی جائداد کا ایک بڑا حصہ تلف ہوگیا مگر اس پر اس کا کوئی اثر نہ تھا۔ البتہ وہ اُس وقت چونکا تھا جب ایک بیوی نے محض بھوک کے مارے دم توڑا تھا مگر کسی سے سوال کرنا گوارا نہ کیا حالانکہ اس بیوی کے کنبہ مین بہت سی عورتین اور بہت سے مرد اچھی خاصی حیثیت رکھتے تھے۔

(۵)

عید کا دن ہے۔ عید گاہ مین بھی رونق ہے اور ایسی رونق ہے کہ دوسری قومین تقریباً مسلمانون کی اِس مذہبی رسم و رونق کے دیکھنے کو عید گاہ کے باہر جمع ہو جاتی ہین۔ کلیم بھی اس عید گاہ مین آیا ہے مگر وہ جہان رونق و بہار دیکھتا ہے وہان اُداسی و حرمان نصیبی کا سمان بھی چھایا ہوا ہے اگر قیمتی قیمتی اور جدید ملبوسات سے آراستہ مسلمان بیٹھتے ہین تو اس ہی صف مین شکستہ حال اور پیوند لگے ہوے کپڑون کے پہننے والے مسلمان بھی ہین۔ اگر کمخواب و سرج اور مخمل و جامہ وار کی شیروانیان

اور مستغرق کا مدار لوٹپیان پہنے ہوے بچے باپون اور بھائیون کے سامنے چھتریون کے سایہ مین مکلف جا نمازون پر تمکن ہین جن کے چہرون پر عید کا فرحت بخش سرور نمایان ہے تو اُسی صف مین وہ بچے بھی ہین جن کے والدین کو آج دو پیسے نصیب نہین کہ اپنے اور اپنے بچون کے کپڑون کی دھلائی دے سکین۔

آہ! کیا متمول اور دولتمند مسلمان ایسا انتظام بھی نہین کر سکتے کہ ہر جگہ عیدین پر کسی انجمن یا کمیٹی کے ذریعہ سے مخفی اور نامعلوم طور پر ان غریبون کے لئے اپنے پیارے بچون کی اُترنین ہی جمع کر دیا کرین۔

کیا مسلمان خاتونین جو صرف اپنے اور اپنے بچون کے نوع بنوع فیشن کے کپڑے سینے کے لیے سنگر مشین خریدتی ہین عیدین پر چند غریب بچون کے کرتے پاجامے سی دیا کرین۔ اس مین نہ کچھ تکلف ہے اور نہ خرچ مگر کون کرے مین تو دیکھتا ہون کہ ہمدردی کے مناد اور واعظ بھی اس زمانے مین نہین کرتے۔

(۶)

اُس نے ایک مرتبہ اسی عیدین ایک آٹھ نو برس کے بچے کو بڑے پر تکلف لباس مین دیکھا تھا جس کا باپ پچیس تیس روپئے کا ملازم تھا تو اس کو اس فضول خرچی پر افسوس ہوا تھا جو فوری اثر کے ساتھ جاتا ہی رہا لیکن آج تیسرے ہی سال اس بچے کو پھر عیدگاہ مین دیکھا مگر کس طرح کہ کپڑون مین پیوند لگے ہوے ہین چہرہ پر بشاشت کی جگہ گردیتیمی پڑی ہوئی ہے اور وہ حسرت سے ان دوسرے بچون کو دیکھ رہا ہے جو ملبوسات فاخرہ پہنے ہوے ہین۔

اس نے اسی صف مین دو نوعمر لڑکون کو دیکھا کہ جو گذشتہ سال عیدگاہ مین جوڑی پر سوار ہو کر آے تھے اور اس مرتبہ کرایہ کا یکہ بھی نہ تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ اسی باپ کے بیٹے ہین جن کے یہان خود حکیم نیازمندانہ طور پر ہمیشہ عید کا سلام کرنے کے

لئے ہوا کرتا تھا۔ آج ان کے مرنے کے بعد ان بچون کی یہ حالت ہے کہ نیا کرتہ یا پاجامہ تک میسر نہین ہے
خدا جانے ان کی تعلیم کیسے ہوگی۔ یہ تین بہائی ہین کم از کم بیس ہزار روپیہ اعلی تعلیم
کے لئے درکار ہوگا اور ابھی تک ان مین کوئی مڈل سے بھی آگے نہین ہے کاش ان کو کوئی
پیشہ ہی سکھایا جاتا تاکہ عزت کے ساتھ قوت لبسری کرتے۔

[illegible] پانچ سو ماہوار کے نوکر تھے لیکن ساری تنخواہ لباس و دسترخوان
اور [illegible] ہوتی تھی [illegible] غنیمت تھا کہ قرضدار نہ تھے ورنہ خانہ داری کا
[illegible] ہوجاتا [illegible] ملکون مین کہین جاؤ اور کسی سے ملو
[illegible] کوئی ایسا طریقہ اور ذریعہ ہو تاکہ ان معاش رکھنے
والون [illegible] ان کی آمدنی کا ایک حصہ لے کر اولاد کی تعلیم کے لئے جمع کیا جاتا
[illegible] کو نہ حکومت سے واسطہ ہے اور نہ واقفیت ہے۔ یہ قوت
عقلمند بیویون کے ہاتھون مین ہے اور اس کی بڑی مثالین ہین کہ کس طرح انہون نے
زمانہ [illegible] مین زمانہ کی خرابیت کا خیال رکھا ہے اور کس طرح اپنی بیوی کی مدد سے اپنے
بچون کی تعلیم و تربیت کی ہے۔

(۷)

کلیم ان ہی مشاہدات خیالات مین غرق تھا کہ "اللہ اکبر" کی پر عظمت و
باجبروت آواز نے چونکا دیا۔ نماز ہوئی اور امام نے منبر پر چڑھکر خطبہ شروع کیا
ہزار دن آدمیون کے اس مجمع مین شاید دو درجن آدمی بھی ایسے نہ ہون گے جو
اس خطبہ کو سمجھتے ہون جس مین نصیحتین ہی نصیحتین بھری ہوئی تھین اور جس کا سننا
واجب قرار دیا گیا تھا۔

(۸)

کلیم نماز پڑھکر آیا تو ایک دوست کے یہان ایک نہایت پیارے بچے کو دیکھا

جو باوجود ماں باپ کے زندہ ہونے کے بھی یتیم و لیسیر تھا اور ایک نیک دل شخص خدا واسطے اس کا کفیل بنا ہوا تھا۔ کیوں بہرق بلا ان سنگ دل والدین پر نہیں گری اور خدا ہی جانتا ہے کہ کیوں اس کا غضب نازل نہیں ہوا۔ یہ بچہ اپنی والدین کی نا اتفاقی کا شکار تھا اس نا اتفاقی کی بنیاد ماں کی ضد اور فضول خرچی نے ڈالی تھی باپ نے غصہ میں دوسرا عقد کر لیا تھا اور اس طرح جو قصور والدین سے ہوا تھا اس کی سزا یہ معصوم بھگت رہا تھا۔ بہت سے گھر یوں ہی جاہ ہوتے ہیں کہ بیویاں انجام پر نظر نہیں رکھتیں اور پھر تمام مصیبتیں جھیلتی ہیں حالانکہ ایسی مصیبتیں تھوڑے سے تحمل اور بردباری سے رفع ہو سکتی ہیں۔

غرض اب وہ ایک عجیب و غریب شخص بن گیا غور و خوض کا مادہ پیدا ہو گیا ہر واقعہ سے نصیحت حاصل کرتا ہر حادثہ اس کے لئے عبرت ہوتا خصوصاً انسانی فطرت کا مطالعہ اور اپنے اخلاق کی تنقید اس کا سب سے پیارا مشغلہ تھا۔

آدمی انسان تھا یہ سب کچھ تھا مگر پھر بھی جادۂ اخلاق سے اس کا قدم ڈگمگا جاتا بہت سی نیکیوں کے ساتھ بہت سے برائیاں بھی کر جاتا سب سے بڑھ کر یہ کہ شعائر اسلام کا پابند تھا جس کے بغیر انسان کے قلب میں سچی رافت حقیقی ہمدردی اور فحشاء و منکر سے اجتناب ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ صحیح ہے کہ نیکیاں ضائع نہیں جاتیں ان کا اجر و ثواب ضرور ملے گا لیکن شعائر مذہب کو ترک کر دینے کی جوابدہی تو نہایت سخت ہو گی قومی ہمدردی کرنے والے، درد ملت پر آنسو بہانیوالے۔ اپنی دولت کو نیک کاموں میں خرچ کرنے والے ضرور اجر پائیں گے لیکن ترک صوم و صلوٰۃ کا کیا جواب دیں گے۔

(۱۰)

کلیم کو خدا نے اگرچہ کوئی دولت نہ دی تھی مگر تنخواہ اتنی تھی کہ جو متوسط حیثیت سے زندگی بسر کرنے کو کافی ہو سکتی ہے۔ دست غیب کا نشان نہ تھا۔ اس لئے اس کی جو آمدنی تھی وہ خالص اور پاک کمائی تھی۔ یہ تو خدا ہی کو معلوم ہے اگر اسکو موقع ملتا تو وہ اوپر سے بھی کچھ اُڑاتا یا اس سے احتراز رکھتا کیونکہ اس وقت تو عصمت بی بی از بے چاوری تھی۔ اس وقت جو کچھ ملتا اسی مین صبر شکر کے ساتھ بسر کرتا تھا البتہ آٹھ دس روپیہ ماہوار لائف انشورنس کی صورت مین بچا لیتا حقیقت مین اوقات مصیبت اور عالم ضعیفی کے لئے ایسی متوسط آمدنی کے لوگون کو معتبر کمپنیون مین لائف انشورنس یعنی جان کا بیمہ کرا لینا بڑا ہی مفید طریقہ ہے خواہ مخواہ آدمی کچھ نہ کچھ پس انداز کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور بالآخر وہ اپنے آپ کو ایک معقول رقم کا مالک پاتا ہے اور اگر اس دوران مین مر گیا تو پس ماندون کو ایک اچھی خاصی رقم مل جاتی ہے۔

کلیم کی عمر اس وقت ۴۰ سے متجاوز ہو چکی تھی۔ بیوی بچے بھی تھے جن کی آئندہ زندگی کی تکلیف و راحت صرف کلیم کی مآل اندیشی اور کفایت شعاری پر منحصر تھی مگر ہم جہان اس کی سیر چشمی کی تعریف کرتے ہین اور اس کے مصارف خیر کی داد دیتے ہین وہان یہ بھی ضرور کہین گے کہ بعض دنون مین وہ مسرف فضول خرچ اور ناعاقبت اندیش بھی ہو جاتا تھا اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ اکثر تنگدست اور مغموم رہتا

انسان بھی عجب معجون مرکب ہے۔ بااین ہمہ وہ کفایت شعاری پر جب تقریر کرتا یا کوئی مضمون لکھتا تو یہ معلوم ہوتا کہ اس سے زیادہ کسی نے نہ تو اس مسئلہ کا مطالعہ کیا ہے اور نہ اس سے زیادہ کوئی اس اصول کا کاربند ہے۔

(۱۱)

چند دن ہوے کہ کلیم کی حالت مین ایک عجیب انقلاب ہوا۔ اس زمانہ مین

اُس کی دماغی قوتون مین انحطاط اور اعضا مین اضمحلال شروع ہو گیا تھا۔ کبھی کبھی بلکہ اکثر وہ ایک عمیق غور مین مبتلا نظر آتا تھا۔ اس کو اپنے ابتدائی زمانہ کا وہ تصور جبکہ وہ وطن کی گلیون مین کھیلا کودا کرتا تھا اور غریب بوڑھیون کی کچھ خدمت کر دیا کرتا تھا جب کبھی ہوتا تو مسرت و رنج کی متضاد کیفیت اس کے چہرہ پر نمایان ہو جاتی اُس کا دل پژمردہ تھا اور ایسا اداس و غمگین رہتا تھا کہ ہر شخص کو صورت دیکھنے سے ہمدردی پیدا ہو جاتی لیکن یہ عجیب بات تھی کہ اس پژمردگی اور افسردگی کا باعث خود اس کو بھی معلوم نہ تھا۔

ایکدن صبح کی ڈاک مین ایک خط پڑھ کر وہ اس قدر رویا کہ جو پاس بیٹھے تھے اُن کو یقین ہو گیا کہ کسی سخت موت کی خبر آئی ہے۔ مگر وہ ایک بے کس ہم وطن عورت کا خط تھا جس نے اپنے غم کی کہانی لکھ کر کچھ مدد چاہی تھی۔

اسی زمانہ مین انفلوئنزا کا زور ہوا۔ کئی جوان جوان عزیزون کو اپنے ہاتھ سے دفن کیا۔ کئی عزیز دوستون کو منزل آخر تک پہنچایا۔ بہت سی ایسی موتین دیکھین کہ جن کے بعد زندہ بھی درگور ہو گئے۔ بہت سے بچے دیکھے جن مین کچھ یتیم و بیسیر دونون تھے وہ خود بھی مبتلاے بخار ہوا۔ اپنے بچون کی یتیمی کی تصویر نظرون کے سامنے آگئی پھر اپنے بعد اُن کی بے کسی اور تکلیفون کا خیال بخار سے زیادہ تکلیف دہ بن گیا۔ خدا خدا کر کے اس کو صحت ہوئی تو اُس نے اپنے دل مین ایک عزم اور حوصلہ پایا۔ وہ عزم و حوصلہ کیا تھا ؟ - یہ کہ۔ اُس کی زندگی کا مقصد بیواؤن اور یتیمون کی خدمت ہو گا۔

کاش کلیم اس عزم پر قائم رہے۔ وطن کی بہت سی بڑھیان، بہت سی بیوائین بہت سے غریب اور یتیم بچے اس کی ہمت اور حوصلہ کی تکمیل کا انتظار کر رہے ہین ہان ممکن ہے کہ وہ راحت و آرام کی زندگی ترک کر کے تکلیف اُٹھا کر مصیبتین جھیل کر اس ہمت و حوصلہ کا امتحان دے۔ اس کے لئے سہل ہے کہ وہ بہت تھوڑے سرمایہ سے

گھرون مین ایسی صنعتون کو رائج کرے جن کو چاردیواری کی سیبان آسانی کے ساتھ کر سکتی ہین۔ مگر کلیم اس امتحان مین اُس وقت تک پورا نہین اُتر سکتا جب تک کہ اس کی رفیق زندگی اور شریک رنج و راحت اُس کی مددگار نہو خدا دونون کو توفیق عطا کرے۔

پیغام شفقت

اڈیٹر

علیاحضرت کوئن میری ملکہ معظمہ قیصر ہند نے اس جنگ عظیم کے خاتمہ پر جو شفقت آمیز اور ہمدردانہ پیغام ارسال فرمایا ہے وہ ایسے جذبات سے مملو ہے کہ جس کا اثر ہمیشہ مستقل اور پائدار رہے گا۔

علیاحضرت نے ہندوستانی عورتون کے جذبات اور کامون کی پوری پوری قدر فرمائی ہے اور اس طرح تحسین و شکریہ ادا کیا ہے جس نے ہر ہندوستانی عورت کے دل کو عزت اور مسرت کے سرور سے بھر دیا ہے۔

علیاحضرت کے اس پیغام مین پورے طور پر نسوانِ ہند کے مستقبل کی جھلک نمایان ہے اور اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ اُن کی ترقی اور ہمدردی کے کامون مین سلطنت کی طرف سے نہایت سرگرمی کا اظہار کیا جائے گا

خداوند کریم اعلےحضرت ملک معظم قیصر ہند اور علیاحضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند کا ظل شفقت ہمیشہ رعایاے ہند پر قائم و دائم رکھے۔

خواتین ہند کے نام علیاحضرت ملکہ معظمہ کا پیغام گرامی

کچھ عرصہ ہوا مین نے سلطنت برطانیہ کی خواتین کے نام ایک پیغام بھیجا تھا جس مین شکریہ اور امید کا اظہار تھا۔ اب مین اسی سلسلہ مین خواتین ہند کے نام ایک

خواتین ہم عام سمجھتی ہون۔ میرے الفاظ گو مختصر اور سادہ ہین لیکن دل سے نکلے ہوئے ہین۔

مین جانتی ہون کہ اپنے ملک کے قدیم رسوم و رواج کے مطابق جن کا احترام ان کے لئے لازم ہے خواتین ہند بیرونی اور صنعتی کامون مین حصہ نہین لے سکتین جس طرح کہ دیگر حصص سلطنت مین ان کی بہنون نے ایسے وقت مین اپنے گھرون کے اداس گوشون مین حصہ لیا تھا جب کہ وطن کی حفاظت کیلئے ان کے بہادر مرد میدان جنگ کو چلے گئے تھے۔ ہندوستان کی عورتون کو جدائی کی تلخی اور مصیبت برداشت کرنی پڑی ہے۔ اور انھون نے اپنے دور افتادہ رشتہ دارون کی خبر نہ پاکر اور واقعات جنگ سے ناواقف رہکر فکر و غم کے دن اور مہینے گذارے ہین شدت جنگ کے دوران مین ان کی قوت برداشت کے متعلق مختلف اطراف سے مجھ تک ایسی خبرین پہونچی ہین جنھون نے میرے دل کو جذبات شکر و تحسین سے بھر دیا ہے۔ ان مین سے اکثر خواتین نے اس سے بھی زیادہ کر دکھایا ہے۔ چنانچہ مجھے ایسے خطوط کی اطلاع ملی ہے۔ جن مین ہندوستانی خواتین نے میدان جنگ پر گئے ہوئے شوہرون بھائیون اور بیٹون کو تاکید سے لکھا ہے کہ جنگ مین بہادری کا ثبوت دین مصیبت مین ہراسان نہون اور ملک اور بادشاہ کی وفاداری مین زندگی کو قربان کرنے مین بھی دریغ نہ کرین۔

تواریخ ہند کے صفحے عہد گذشتہ کی مستورات کی جانبازی اور شجاعت کے کارنامون سے پر ہین اور اس جنگ نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ جذبہ ابھی تک بدستور ہندوستان مین قائم ہے خواتین ہند ہمدردی و خیرات کے لئے بھی شہرہ آفاق ہین اور مین اس حقیقت سے لاعلم نہین ہون۔ کہ وہ اس بربادی سے بغایت متاثر ہوئی ہین۔ جو جنگ کے تباہ کن ہاتھون سے بہت سے گھرون مین برپا کی ہے۔ زخمیون اور بیمارون کی امداد کرنے اور اپنے غریب ہمسائیون کی مصیبت مین ان کا ہاتھ بٹانے مین وہ ہمیشہ مستعد رہی ہین۔

مجھے اس بات سے مسرت حاصل ہوتی ہے کہ خواتین ہند کی ترقی و بہبودی کے لئے بہت سے حالات رو بکار ہو گئے ہین اور مین ایسی ہر تجویز کو انتہائی دلچسپی اور ہمدردی کے ساتھ دیکھتی ہون جس کا یہ مقصد ہو کہ تعلیم و تربیت حاصل کرنے مین ان کو زیادہ آسانی حاصل ہو۔ یا شفا خانون یا ان کے گھرون مین انکو عورتون کے ذریعہ سے مناسب طبی امداد ملے یا ان کے مفاد و عمل کا دائرہ وسیع تر ہو اور اُن کو قانون کی مناسب حفاظت میسر آئے۔

آڈیٹر

بنت حاتم

حاتم کے لڑکے عدی نے اسلام لانے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر جب کمر باندہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو قبیلہ "طے" سے لڑنے کے لئے روانہ کیا جب حضرت علیؓ پہونچے تو عدی اپنی بی بی بچون سمیت ملک شام مین بھاگ گیا مگر اپنی بہن سفانہ کو نہ لیجا سکا۔ چنانچہ اُس کو گرفتار کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے تو اُس نے آپ سے کہا کہ میرا باپ مرچکا ہے اور کوئی میرا مددگار نہین ہے آپ چاہین تو مجھے اور میرے ساتھیون کو چھوڑ دین۔ میرا باپ قوم کا سردار تھا غریبون کی مدد کرتا تھا اور پڑوسیون کا خیال رکھتا تھا۔ لوگون کی مصیبت دور کرتا تھا۔ بھوکون کو کھانا دیتا تھا اور دنیا کی ہر ایک آفت مین اپنی قوم پر جان نثار کرنے کو حاضر رہتا تھا اور کبھی ایسا نہین ہوا کہ کوئی شخص اوس کے پاس کوئی حاجت لیکر آیا ہو اور اس نے ٹال دیا ہو۔ مین اوسی حاتم کی لڑکی ہون۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لڑکی یہ سب باتین دراصل مسلمانون کی ہین اگر تیرا باپ زندہ ہوتا تو اُس پر بھی ہم رحم کرتے یہ کہکر آپ نے فرمایا کہ اچھا اس لڑکی کو چھوڑ دو کیونکہ اس کا

باپ شریفانہ اخلاق کو بہت پسند کرتا تھا پھر آپ نے سفانہ کی نسبت لوگون سے فرمایا کہ اُس شریف آدمی پر رحم کرنا چاہئے جو ذلیل ہو گیا ہو اور اس فقیر پر جو دولت مند رہا ہو اور وہ عالم جو جاہلون مین بگڑ گیا ہو۔ پھر اُس کو چھوڑ دیا اور اس کے ساتھ سلوک کیا۔

سفانہ نے اجازت چاہی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کچھ دعا کرے۔ آپ نے اُس کو اجازت دی اور لوگون سے کہا کان لگا کر سنو یہ کیا کہتی ہے۔ سفانہ نے کہا۔ اللہ آپ کو نیک کام کا بدلہ دے اور بری باتون سے آپ کو بچائے اور دولت مندون کی دولت اور نعمت چھین لینے سے آپ کو دور رکھے بلکہ آپ غریبون اور فقیرون کو دولت مند اور مالدار بنانے کا باعث ہون

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو چھوڑ دیا تو وہ اپنے بھائی عدی کے پاس گئی اور اُس سے کہا کہ بجائے اس کے کہ تم قید ہو کر وہان جاؤ اچھا یہ ہے کہ تم خود چلے جاؤ۔ مین نے رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) مین ایسی باتین دیکھی ہین جس پر مجھے تعجب ہوتا ہے۔ مین نے دیکھا کہ وہ فقیرون سے محبت کرتے ہین۔ بزرگون کی قدر و منزلت پہچانتے ہین اور آج تک اُن سے بڑھ کر سخی مین نے نہین دیکھا اللہ اُن پر اور ان کی اولاد پر اپنا فضل و کرم رکھے

بہن کی باتون نے عدی پر کچھ ایسا اثر کیا کہ وہ اُسی وقت آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے۔ آپ ایک چادر پر جس مین روئی بھری ہوئی تھی بیٹھے ہوئے تھے وہ عدی کے لئے بچھا دی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ گئے یہ اچھی خصلتین دیکھکر اسی وقت عدی مسلمان ہو گئے اور اُن کی عقلمند بہن سفانہ بھی مسلمان ہو گئین۔

محمد مہدی

نام کتاب	قیمت
لڑکیوں کے لئے مفید کتابیں	
معلمہ (یا) بہشتی جوہر	۱۲ر
حلیمہ خانم	۱۰ر
رسول عربی	۸ر
کفایت شعاری	۴ر
عقیلہ بیگم	۴ر
زنانہ خطوط	۶ر
لاڈلا بیٹا	۳ر
بنت الرسول	۵ر
جمیلہ خاتون	۳ر
نیا باورچی خانہ	۶ر
چڑیا چڑے کی کہانی	۳ر
چپ کی داد	۱۰ر
لوری نامہ	۲ر
فیمیل ڈائری	۸ر
خیابان ادب	۴ر
متفرق کتابیں	
شاعر کا انجام	۸ر

نام کتاب	قیمت
گلدستہ	۳ر
دعا	۸ر
مسلم کی زندگی	۱ر
تہذیب الاسلام	۶ر
صراط المستقیم	۶ر
اتفاق و اتحاد	۱ر
حدیقۃ الامثال	۶ر
تکمیل الطب (ہر دو حصہ)	ســر
ڈومیسٹک اکانومی	۱۲ر
اوراق گل	عہ
حقائق الاسلام	عہ ۸ر
اثبات واجب الوجود	عہ
برہان صریح	۴ر
تعلیمات بہاء اللہ	۶ر
سائنس و فلسفہ	۴ر

المشتہر

منیجر ظل السلطان بھوپال